عید مبارک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

شمارہ: ۲۱	۲۶ رمضان تا ۲ رشوال ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ رجون ۲۰۱۹ء	جلد: ۳۸

شب قدر کی فضیلت

عید الفطر کے مسنون اعمال

چناب نگر میں
سالانہ ختم نبوت کورس سے
مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا خطاب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

طلاق کی دھمکی دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

س:......میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا لفظ ایک دفعہ کہا، وہ لفظ یہ ہے کہ: ”میں تجھے طلاق دوں“ یا ”ابھی دوں“ بیوی یہ سن کر کمرے سے باہر چلی گئی، بیٹا یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ میرے ذہن میں کچھ یاد نہیں ہے، بیوی کہہ رہی ہے میں نے نہیں سنا اس سے پہلے ایک دفعہ کہہ چکا ہوں: ”تجھے طلاق دے دوں گا۔“

ج:.....واضح رہے کہ ”تجھے طلاق دے دوں گا“ اس جملہ سے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ یہ دھمکی کے الفاظ ہیں کہ مستقبل میں دے دوں گا۔ اسی طرح: ”تجھے طلاق دوں“ یا ”ابھی دوں“ کے الفاظ بھی ڈرانے کے لئے ہی ہوں گے، کیونکہ اس میں طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کرکے بیوی سے پوچھ رہا ہے کہ طلاق دوں! اس لئے ان جملوں سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لیکن سائل کا کہنا ہے کہ: مجھے صحیح یاد نہیں، میں نے کیا جملہ استعمال کیا ہے اور اس کے بیٹے کا کہنا ہے کہ: ”تجھے طلاق دی“ کا جملہ بولا ہے۔ اس لئے اب احتیاط اسی میں ہے کہ آئندہ کے لئے دو طلاق کا حق باقی رہے اور اس کو ایک طلاق رجعی شمار کرلیا جائے۔ عدت کے اندر رجوع کرلینے سے نکاح ختم نہیں ہوگا۔

زکوٰۃ کی مد کا مقصد

س:......میرا بھائی اور بہنوئی میرے پاس کام کرتے ہیں، میں ذات پاک کی توسط سے خرچ دے رہا ہوں، بھائی کے پانچ بچے اور بہنوئی کے تین بچے ہیں، پہلے میں خلیج میں تھا، باقاعدہ ان کو خرچہ دیتا رہا، لیکن میری نوکری ختم ہوگئی، تو یہ لوگ میرے آسرے پر بیٹھے رہے۔ میرے پاس جو بچی کھچی رقم تھی، اس سے میں نے دکان کھول لی اور ان دونوں کو بٹھادیا، ہم لوگ بلوچستان کے ایک پسماندہ اور دور افتادہ علاقے میں رہتے ہیں، یہ دونوں بے روزگار ہیں، جب میں خلیج میں تھا تو ان کو دکان کھول کردی تھی۔ چونکہ ہم لوگ اکٹھی چاردیواری میں رہتے ہیں، مرحومہ والدہ کی نصیحت پر کہ ان کو دکان کھول کر دو نوکر کی طرح دونوں کو رکھ لو، جس طرح دوسرے دکان میں نوکروں کو تنخواہ ملتی ہے اسی حساب سے ان کو بھی دو۔ خرچہ تو زیادہ آتا ہے اگر تمہارے بس میں ہے تو ان کو پہلے کی طرح کھلاتے رہو باقی اپنی زکوٰۃ کے حساب میں لگالو، تو میں نے ایسا ہی کیا، بہنوئی کی تنخواہ چھ ہزار روپے مقرر کی ہے جب کہ خرچہ ہر ایک کا دس ہزار روپے آتا ہے، میں نے اپنے دل میں یہی ایک مقصد رکھا ہے ان کو تنخواہ کے علاوہ باقی زکوٰۃ کے حساب میں آئیں گے؟ میں اگر بہنوئی کو کہہ دوں کہ باقی تمہارے خرچ کا حصہ زکوٰۃ کے حساب سے دے رہا ہوں وہ کام چھوڑ دے گا اور اس کے گھر بیٹھنے کا خرچہ مجھے دینا پڑے گا؟

ج:......دوسرے منسلکہ پرچہ پر جواب درج ہے ملاحظہ ہو، اگر آپ نے اپنے بھائی اور بہنوئی کو دکان پر بٹھاتے وقت ان کو بتلادیا تھا کہ آپ کی تنخواہ اتنی ہے اور اس کے علاوہ دوسرا خرچہ مد تنخواہ میں سے نہیں ہوگا بلکہ میری طرف سے ہوگا اور پھر تنخواہ کے علاوہ دوسرا خرچہ دیتے وقت آپ زکوٰۃ کی نیت کرلیتے تھے اور وہ واقعی زکوٰۃ کے مستحق بھی تھے یعنی ان کی ملکیت میں نقد، سونا، چاندی یا مال تجارت میں ایسا کچھ نہ تھا جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر تھی، تو تنخواہ سے اوپر دیا گیا خرچہ آپ کی زکوٰۃ میں منہا ہوجائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۲۶ر رمضان المبارک تا ۲ر شوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ر جون ۲۰۱۹ء شمارہ:۲۱

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

..... حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کا خطاب	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
شب قدر کی فضیلت	۹	مفتی محمد نجیب سنبھلی قاسمی
عید الفطر کے مسنون اعمال	۱۰	مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی
..... عقیدۂ ختم نبوت کا افسوسناک اخراج	۱۳	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی پروگرام	۱۵	ادارہ
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۷)	۱۹	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا جمیل احمد قاسمیؒ کا انتقال پُر ملال	۲۱	مولانا شفیق احمد بستوی
تھالی کا بینگن (۱۴)	۲۵	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
تحفظ ختم نبوت کورسز	۲۷	مولانا محمد قاسم

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

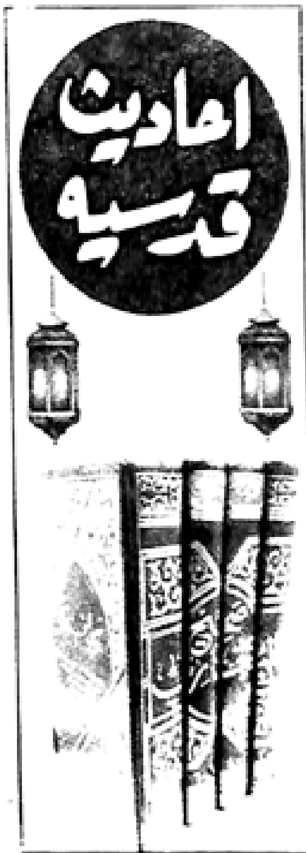

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

قیامت

حدیث قدسی ۱۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں ایک بندے کو دوزخ کی طرف گھسیٹے ہوئے لے جایا جائے گا، دوزخ اس کو دیکھ کر سمٹنے لگے گی، حضرت حق فرمائیں گے: تجھ کو کیا ہوگیا؟ دوزخ عرض کرے گی: یہ شخص دنیا میں مجھ سے پناہ مانگتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو چھوڑ دو۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۲۰: حضرت شبیب بن سعد البلوی کی روایت میں ہے کہ قیامت میں ایک بندے کو اس کے نامۂ اعمال دیئے جائیں گے تو ان میں اس کو بعض ایسی نیکیاں نظر آئیں گی جو اس نے نہیں کی ہوں گی، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! یہ اعمال کہاں سے آئے ہیں، میں نے تو یہ عمل نہیں کئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ لوگوں کی غیبت کی وجہ سے ہے کہ وہ تیری غیبت کرتے تھے اور تجھ کو خبر نہ ہوتی تھی۔ (ابونعیم فی المعرفہ) یعنی لوگوں کی غیبت کرنے سے تیرے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی تھیں۔

حدیث قدسی ۲۱: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ فقرا ومہاجرین کا ہوگا جو مصیبت اور خطرات کے موقعوں پر بچاؤ کا کام دیتے تھے اور جب ان کو حکم دیا جاتا تھا تو اس کی تعمیل کیا کرتے تھے اور اگر ان کی کوئی ضرورت اور حاجت بادشاہ سے پیش آئے تو وہ ان کے سینے ہی میں رہ جاتی تھی، یہاں تک کہ ان کو موت آجائے اور وہ حاجت ان کے سینے میں ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں جنت کو طلب کرے گا، جنت اپنی زینت اور رونق کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور ان کو تکلیف پہنچائی گئی اور انہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، یہ لوگ بغیر عذاب اور بدون حساب جنت میں داخل ہو جائیں۔ اس اعلان کو سن کر فرشتے سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے: اے رب! ہم رات اور دن تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہیں یہ لوگ کون ہیں؟ جن کو ہم پر ترجیح دی گئی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا اور میری راہ میں ان کو تکالیف پہنچائی گئیں، فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے اور کہیں گے تم پر سلام ہو یہ بدلا ہے تمہاری ثابت قدمی کا سو خوب ملا پچھلا گھر۔ (طبرانی، حاکم)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

قضا نمازیں

س:...... اگر سفر کی حالت میں نمازیں قضا ہو جائیں تو ان نمازوں کو ادا کرنے کے متعلق شریعت کی کیا تعلیم ہے؟

ج:...... سفر کی حالت میں اگر وہ کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کرتا تو اس پر قصر نمازیں واجب ہوتی ہیں، اگر قصر نمازیں بھی قضا ہو جائیں تو چاہے وہیں حالت سفر میں ان کی قضا کرے یا گھر آکر کرے دونوں حالتوں میں قضا بھی قصر ہی پڑھے گا۔ اسی طرح اگر اپنے مقام پر کچھ نمازیں قضا ہوگئی ہیں اور انہیں حالت سفر میں قضا پڑھ رہا ہے تو سفر کے باوجود ان نمازوں کی پوری فرض اور وتر رکعتوں کی قضا کرے۔

س:...... قضا پڑھنے کے لئے کیا سنت اور نوافل کی بھی قضا کرنی پڑے گی؟

ج:...... نہیں! کسی بھی نماز کے ساتھ اس کے وقت میں جو بھی سنت اور نوافل پڑھے جاتے ہیں وہ اسی وقت کے لئے ہیں، وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی سنت اور نوافل قضا نہیں پڑھے جاتے۔ لہٰذا صرف فرض اور وتر پڑھے جائیں گے، البتہ جمعہ کے دن کی جمعہ کی نماز کی قضا ظہر کی چار رکعات سے کی جائے گی۔

س:...... کسی کی کئی وقت کی بہت ساری نمازیں قضا ہوگئی ہوں تو اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے جبکہ اسے معلوم بھی نہ ہو؟

ج:...... معلوم نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنے طور پر ایک اندازہ کرلے کہ بالغ ہونے کے بعد سے اب تک میری اتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں اور جیسے ہی موقع ملتا جائے ان نمازوں کو ادا کرنا شروع کردے بیک وقت کئی وقت کی نمازیں بھی قضا کرسکتا ہے اور ہر ادا نماز کے ساتھ ایک یا ایک سے زائد قضا نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

س:...... ان قضا نمازوں کی ادائیگی کے لئے نیت کرنے کے متعلق شریعت نے کیا راہنمائی فرمائی ہے؟

ج:...... ہر قضا پڑھنے کے وقت جس نماز کی قضا کر رہا ہے، اس کا نام لیتے ہوئے دل میں ارادہ کرے یا زبان سے کہے کہ میری جو سب سے پہلی نماز قضا ہوئی ہے اسے ادا کر رہا ہوں۔ مثلاً فجر کی نماز قضا پڑھ رہا ہے تو یوں کہے میری جو سب سے پہلی فجر کی نماز قضا ہوئی ہے وہ ادا کر رہا ہوں، ہر وقت اسی طرح نیت ہر نماز کی ادائیگی کے وقت کرتا رہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کورس سے

حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دینی مدارس، جامعات، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلبا اور عامۃ الناس کے لئے چناب نگر میں سالانہ بیس روزہ کورس پڑھایا جاتا ہے، جس میں ملک بھر سے چیدہ چیدہ اور اپنے فن میں اسپیشلسٹ حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے، اور وہ طلبا کو لیکچر دیتے ہیں، اس بار جہاں اور بہت سے علماء کرام اور ماہرین فن یہاں تشریف لائے، وہاں امت مسلمہ کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم بھی تشریف لائے اور انہوں نے طلبا سے عالمی حالات کے تناظر میں بڑا قیمتی، پُرمغز، اور پُراثر خطاب فرمایا۔ افادۂ قارئین کے لئے اسے بطور اداریہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا: ”حضرات علماء کرام، عالمی مجلس ختم نبوت کے زعماء، میرے نوجوان ساتھیو، ختم نبوت اور شمع رسالت کے پروانو۔ میں اپنے لئے باعث سعادت بھی سمجھتا ہوں، باعث اعزاز بھی سمجھتا ہوں کہ اس مبارک محفل میں آپ کے ساتھ شریک ہو رہا ہوں۔ دن بھر کے طویل سفر کے بعد آپ کے پاس پہنچا ہوں۔ ظاہر ہے کہ میں اس مجلس اور اس مجلس کے موضوع کے حوالے سے شاید لمبی بات نہ کر سکوں۔ لیکن ایک بات کی طرف آپ حضرات کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو ذمہ داری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کی ہے اور امت کے سپرد کی ہے، وہ اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ اللہ کی بات کو سربلند ہونا چاہئے۔ بڑی سے بڑی طاغوتی قوت، اگر وہ اس آواز کو دبانا چاہے، اس کلمہ کو کمزور کرنا چاہے، اس کو اپنے ماتحت کرنا چاہے تو امت پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی بلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اٹھ کھڑی ہو اور اس مقصد کو اپنے لئے اس طرح فرض سمجھے جس طرح اپنے لئے وہ پانچ نمازوں کو فرض سمجھتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہماری پوری اسلامی تاریخ میں کشمکش اسی بات پر رہی اور یہ کشمکش آج بھی ہے اور آنے والے حالات میں بھی رہے گی، لیکن ہم نے بھی اپنا فرض نبھانا ہوگا، ہم آزمائشوں کو دعوت نہیں دیتے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بھی یہی ہیں، کہ آزمائشوں کو دعوت نہ دیا کرو لیکن اگر مقدر ہو کر آجائے تو پھر ڈٹ جایا کرو۔ پھر بزدلی مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا ایک چھوٹا سا مقولہ ہے کہ ”اسلام اور بزدلی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“ اب اس حوالے سے ہم اپنے پس منظر کو سمجھتے ہیں۔

جس برصغیر میں ہم رہتے ہیں اس برصغیر کی تاریخ پر ہم نظر رکھتے ہیں۔ ہماری تاریخ کا سب سے اہم مسئلہ وہ ہماری آزادی کا تھا اور ہمارے اکابر تھے کہ جنہوں نے انگریز کی غلامی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ انیسویں صدی کے اوائل میں، حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے دیا۔ ہم پر غلامی کو مسلط رکھنے کے لئے انگریز نے کون کون سے طریقے اختیار نہیں کئے، انہوں نے ہندوستان کے عمومی مزاج کا مطالعہ کیا اور انہوں نے تمام تر مطالعے کا خلاصہ یہ نکالا کہ جب تک مسلمان کے سینے میں قرآن ہے اور جب تک ان کے اندر ان کا دین موجود ہے، ہم یہاں پر اپنا قبضہ مستحکم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سب سے پہلا حملہ جو انہوں نے کیا، وہ ہماری تعلیم پر کیا۔ اور انگریز حکمران نے ہمارے ہی مسلمانوں کی خدمات حاصل کر کے جو پہلا تعلیمی ادارہ قائم کیا اور جس کو ایک نیا نصاب تعلیم عطا کیا، اس سے قرآن کو، حدیث کو، فقہ کو، نقلی علوم کو خارج کیا۔ تا کہ آنے والی نسلوں کے اندر سے قرآن کی اور اپنے دین کی معرفت ختم ہو جائے۔ اور دین اسلام کی قیامت تک بقا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق عقیدے کے ساتھ ہے، چنانچہ حقیقی دین کو منسوخ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا اور ایک شخص کی خدمات حاصل کی گئیں اور اس نے دعویٰ نبوت

کیا اور کہا کہ اب میں نئے سرے سے آپ کو شریعت دے رہا ہوں۔ یہ دو فتنے اس وقت یہاں پیدا کردیئے گئے۔

اب ایک بات یہاں سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور یہ معاملہ آج بھی آپ کے سامنے ہے کہ مقصد تو دین کا خاتمہ ہے، مقصد تو دین کو مغلوب کرنا ہے اور انسان کی اجتماعی زندگی سے مذہب اسلام کو نکالنا ہے۔ تاکہ نہ یہ اسلام ہماری خاندانی زندگی میں ہماری راہنمائی کے قابل ہو، نہ یہ ہماری معاشرتی زندگی میں، نہ یہ ہماری اقتصادی زندگی میں، نہ یہ ہماری عدالتی زندگی میں، نہ یہ ہماری مملکتی زندگی میں ہماری راہنمائی کے قابل ہو۔ ہدف تو یہی تھا۔ باقی تو راستے ہیں، ذرائع ہیں، آپ کی تعلیم پر حملہ کرنا، آپ کے تعلیمی نصاب کو ختم کرنا، کیا آج وہ ادارے جن کو ہم دینی مدارس کہتے ہیں، جامعات دینیہ کہتے ہیں، کیا ان اداروں کے کردار کو ختم کرنے کے لئے بین الاقوامی قوتیں کام نہیں کررہی ہیں؟

کیا ہمارے ملک میں ہمارے اپنے ریاستی ادارے ان کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے ان کے منصوبوں پر عملدرآمد نہیں کررہے؟ اب اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے، لیکن انداز خیرخواہی کا اختیار کرنا کہ ہم چاہتے ہیں قومی دھارے میں شامل ہوجائیں، مدارس کے فضلاء کو بھی روزگار چاہئے، وہ بھی مختلف محکموں میں جائیں اور ملک کے لئے کردار ادا کرسکیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بات تو آپ کی اچھی ہے، مدارس کے نوجوانوں کے لئے بھی ملک میں روزگار چاہئے۔ لیکن آپ کو آج ستر سال کے بعد یہ خیال کیسے آگیا؟ جب پاکستان بنا، پاکستان کی اس وقت کی اسٹیبلشمنٹ اور اس وقت کی بیوروکریسی نے کیوں یہاں علماء اور مدارس سے رابطہ نہیں کیا؟ کہ اب تو انگریز بھی نہیں ہے، اب تو ہندو بھی نہیں ہے۔ اب تو ہم صرف مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی مملکت بن گئی ہے۔ یہ جو ہمارا تعلیمی نصاب تقسیم ہوگیا تھا اور دو متوازی تعلیمی نصاب برصغیر میں کام کررہے تھے اور ایک دوسرے سے وہ متصادم تصور کئے جاتے تھے۔ آؤ! اب ان کو قریب کردیں۔ آؤ! نصاب میں یکسانیت پیدا کرلیں۔ آپ لوگوں نے بجائے اس کے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک متفقہ تعلیمی نصاب بنانے پر اپنی محنتیں صرف کرتے، آپ نے ہمارے ساتھ ۷۰ سال تک وہی رویہ رکھا ہے جو رویہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز نے ہمارے ساتھ رکھا تھا۔ کیسے ہم آپ پر اعتماد کریں؟ اور آج بھی آپ ہم سے ایسی حالت میں رابطے کررہے ہیں، جب ہمیں بھی پتا ہے اور ساری دنیا جانتی ہے کہ اب امریکہ بہادر کا آپ کے اوپر دباؤ ہے۔ جب آپ اس دباؤ کے تحت میرے ساتھ رابطہ کریں گے پھر میں کیا سوچوں گا؟ کہ اس کا ایجنڈا میرے لئے کیا ہے؟ تو اس اعتبار سے جب آپ کے اندر سے عقیدہ ختم ہوجائے گا، ایمانیات نہیں رہے گی تو پھر اس کے بعد آپ کی آزادی آپ سے چھین لی جائے گی۔ اب ختم نبوت کے حوالے سے انہوں نے ہمارے عقیدے پر براہ راست حملہ کیا۔ اور جب ختم نبوت کا انکار ہو اور اس عقیدہ ختم نبوت کا جو بنیادی ایجنڈا ہے یعنی عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا جو بنیادی ایجنڈا ہے، وہ جہاد کا انکار ہے۔ تاکہ مسلمان کے اندر اپنے دین کی بقا کا جذبہ ختم کردیا جائے۔ اور اس کو گھر بٹھا دیا جائے، سلا دیا جائے۔ تو ظاہر ہے کہ اسلام کی آواز کو ختم کرنا، اس کے کردار کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ادارے بنائے۔ اپنی طرف سے ادارے بنائے اور ہمارے اداروں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اب ایسی صورت حال میں اگر ہم اپنی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہم تو انہیں یہی کہتے ہیں کہ میرے مدارس سے جو نوجوان ہر سال فارغ ہوتے ہیں، کوئی ایک لاکھ کے قریب تو فارغ ہوتے ہوں گے، اب یہ نوجوان جو ہماری جامعات کے فارغ التحصیل ہیں ایک بھی ایسا نہیں جو سرکار کے دروازے پر کھڑا ان سے روزگار کی بھیک مانگ رہا ہو۔ ایک بھی نہیں۔ اور ان کی اپنی یونیورسٹیوں سے اور کالجوں سے گریجویشن کرنے والے نوجوان، وہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں قطار اندر قطار کھڑے ہیں۔ انہیں تو روزگار دے نہیں سکتے۔ میرے، اور آپ کے روزگار کی فکر ان کو ہوگئی ہے۔ بڑی ہمدردی ہے؟ لیکن اس ہمدردی کے پیچھے ہم جانتے ہیں کچھ عزائم ہیں اور ان کو بھی وقت کا انتظار ہوتا ہے۔

۲۰ سال تک انہوں نے کام کیا۔ این جی اوز کے ذریعے کیا، ہم نے ۲۰ سال پہلے این جی اوز کے خلاف قوم کو بیدار کرنے کی ایک تحریک چلائی تھی۔ ان کے ناپاک عزائم سے ہم نے آگاہ کیا تھا۔ لیکن بہرحال اس کے پیچھے بین الاقوامی وسائل، ہم غریب اپنے وسائل نہ ہونے کے برابر، انہوں نے ایک فضا بنائی، ۲۰ سال سے ایک بندے کو انہوں نے تیار کیا" یہ آنے والے مستقبل میں خوشحالیوں کی علامت ہے۔ آنے والے مستقبل میں نوجوانوں کے روزگار کی علامت ہوگا۔ اور بڑے خوش نما قسم کے تصورات میرے ملک کے نوجوان کو دیئے گئے اور تہذیبی لحاظ سے اس کو نئے ڈھنگ کر

بروئے کار لاتے ہوئے عید منانی ہے، نہ یہ اپنی من مانی اور نفسانی طریق کو اپنانا ہے، شریعت کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کے مطابق عید کے اعمال کو انجام دینا ہے۔ عید الفطر کی نماز پڑھنے میں کسی قدر تاخیر مسنون ہے، اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے میں جلدی کرنا مستحب ہے؛ کیونکہ عید الفطر میں نماز سے پہلے صدقۂ فطر نکالنا ہوتا ہے، اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد جانوروں کی قربانی کا مسئلہ ہوتا ہے، اور قربانی میں عجلت مطلوب ہے۔ عید الفطر کی نماز سے پہلے مطلق نفل پڑھنا درست نہیں ہے، خواہ وہ اشراق ہو یا چاشت بلکہ مختار قول پر مکروہ ہے، نہ ہی مسجد و عیدگاہ میں صحیح ہے، اور نہ ہی گھر میں؛ البتہ نماز عید کے بعد عیدگاہ و مسجد میں نفل پڑھنا درست نہیں ہے، گھر میں درست ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی یہی تھا۔

عید خوشی اور حق تعالیٰ شانہ کی ضیافت کا دن ہے؛ اس لئے اس مناسبت سے غسل کرنا اور عمدہ سے عمدہ لباس پہننا اور عطر لگانا سنت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''اللہ کے رسول عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرماتے تھے۔'' امام بیہقیؒ نے اس دن عمدہ لباس پہننے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا ہے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید میں نئی نرم منقش چادر پہنتے تھے۔'' حضرت نافع نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدین میں عمدہ سے عمدہ کپڑا زیب تن فرماتے تھے۔

مسجد اور عیدگاہ دونوں میں عیدین کی نماز درست ہے، البتہ عیدگاہ میں افضل ہے؛ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک عیدگاہ میں پڑھنے کا رہا ہے، بلا عذر مسجد میں ادا نہیں فرمائی؛ البتہ بارش کی وجہ سے مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے، سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف رخ کرکے خطبہ کے لئے کھڑے ہوجاتے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے۔ عید الفطر کے دن تمام روزے دار اللہ جل شانہ کے مہمان ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ضیافت کی طرف سبقت کرتے ہوئے عید الفطر کی نماز سے پہلے ایک یا اس سے زائد طاق کھجور کھانا مسنون ہے، اور کھجور میسر نہ ہونے کی صورت میں کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ تناول فرماتے تھے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجور کھا لیتے تھے، اور وہ بھی طاق عدد ہی کھاتے تھے۔'' علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ: ''حدیث کی عبارت سے ظاہر ہے کہ کھجور افضل ہے، اگر کھجور میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھا لے۔'' البتہ سویاں یا کسی اور میٹھی چیز کا پکانا ضروری ہی سمجھے تو یہ عمل شریعت کے خلاف ہوگا۔ جیسا کہ ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ عید کے دن کھجور اور دودھ سے افطار کیا جاتا ہے، یہ عمل غیر مشروع اور بدعت ہے۔ نماز عید کے لئے مسجد جانا ہو یا عیدگاہ کی طرف، بہر صورت پیدل جانا مستحب ہے؛ کیونکہ اس میں تواضع ہے، اگر کوئی گاڑی یا کسی دوسری سواری سے عید کی نماز پڑھنے جائے، تو نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کراہت، صرف خلاف اولیٰ ہے؛ البتہ واپسی میں سوار ہوکر بھی آیا جا سکتا ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''اللہ کے رسول عید کے لئے پیدل چل کر آتے اور پیدل واپس جاتے تھے۔'' (ابن ماجہ) اسی طرح کا اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ (ترمذی) ''اگر کوئی شخص پاپیادہ چلنے پر قادر ہو، تو عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے؛ اس لئے کہ یہ تواضع سے قریب تر ہے، ویسے سواری سے بھی جانا مکروہ نہیں ہے۔''

عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا بھی مسنون

تکبیراتِ تشریق

عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے آہستہ آواز میں تکبیرات تشریق کہتے ہوئے جانا اور عیدگاہ پہنچ کر تکبیرات بند کردینا، تکبیرات تشریق یہ ہیں:

''اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.''

ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو۔ عیدالفطر کے موقع سے جہراً (زور سے) تکبیر نہ کہے۔ بہرحال ہر دم اللہ کی بڑائی اور عظمت کا خیال ذہن و دماغ میں ہو، اس کی یاد سے زبان تر رہے، ایسا نہیں کہ خوشی کے موقع سے اللہ کی یاد اور اس کے استحضار سے غفلت برتی جائے۔ اور یہ بھی مسنون ہے کہ جس راستے سے عیدگاہ جائے، اس کے علاوہ دوسرے راستہ سے واپس آئے، آپ کا بھی معمول یہی تھا کہ جس راستہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے، اسی راستہ سے واپس نہ ہوتے بلکہ دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ عیدگاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر بھی ادا کردے، صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل و بالغ پر جو نصاب یا اس کے مساوی مال کا مالک ہو واجب ہے، خواہ یہ نصاب نقدی کی شکل میں ہو یا مال تجارت کی شکل میں یا رہائشی مکان کی شکل میں، اس کو نماز عید سے پہلے ادا کرنا اس لئے ہے کہ غرباء اور فقراء بھی عید کی خوشیوں میں سب کے برابر شریک رہیں، نصف صاع یعنی دو پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری دنوں میں لوگوں سے کہا کہ: تم اپنے روزوں کی زکوٰۃ نکالو (یعنی صدقۂ فطر نکالو) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ہر مسلمان آزاد و غلام مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر کھجور اور جو میں سے ایک صاع اور گیہوں میں سے نصف صاع قرار دیا ہے۔

مصافحہ اور معانقہ یہ اظہار محبت کے ذرائع میں سے ہیں؛ اس لئے مصافحہ اور معانقہ کے بڑے فضائل احادیث میں بیان فرمائے گئے ہیں، البتہ یہ بات قابل توجہ ہے کہ معانقہ کس جانب سے ہو تو مفتی رشید احمد صاحب (صاحب احسن الفتاوی نے) بائیں جانب معانقہ کو معمول اور راجح بتایا ہے، چونکہ معانقہ کا مقصود ہیجان الحبۃ ہے، اس کے لئے بائیں جانب ہی راجح ہے جو محل قلب ہے۔ مفتی محمود الحسن صاحبؒ نے معانقہ کے طریقہ میں صرف ایک جانب یعنی بائیں جانب ملنے کو کافی قرار دیا ہے، تین مرتبہ نہیں جیسا کہ رواج ہے۔ جس طرح عام حالات میں دو مسلمان بھائی ملتے ہیں، تو مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں اسی طرح عیدین کی نماز کے بعد بھی اسی خیال سے ملیں، اس کو ضروری نہ خیال کریں اور جو حضرات مصافحہ و معانقہ نہ کریں، تو وہ قابل ملامت نہیں؛ کیونکہ وہ تارک سنت نہیں ہیں؛ اس لئے کہ عیدین کی نماز کے بعد خاص طور پر مصافحہ اور معانقہ کرنا مسنون نہیں ہے بلکہ عام سنت ہے اور اس عموم میں نماز عیدین کے بعد بھی شامل ہے۔

نیز عیدین کا دن خوشی و مسرت کا دن ہے، لوگ ایک دوسرے سے مل کر خوش و خرم ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو عید کی مبارکبادی دیتے ہیں، ایسے موقع سے مصافحہ و معانقہ روکے جانے میں فطری شادمانی کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے، ایک مسلمان بھائی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے دوسرا ہاتھ کھینچے، تو ہاتھ بڑھانے والے کی دل شکنی ہوگی، اس لئے ایسے موقع پر عالم کو بھی چاہئے کہ اگر کوئی آدمی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھادے، تو اس سے مصافحہ کرلے، انکار نہ کرے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز کے بعد جب ایک کی دوسرے سے ملاقات ہو تو دونوں ایک دوسرے کو یوں دعا دے کہ "تقبل اللّٰہ منا و منکم" (اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری (عبادت) کو قبول فرمائے۔ (مجمع الزوائد)

نماز عید کی ترکیب:

نماز عید کی تکبیرات میں عموماً غلطیاں ہوتی ہیں، یعنی کون سی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور کب نہیں، ہاتھ کب چھوڑے اور کب باندھے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ کل چار تکبیریں ہیں، چاروں تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور پہلی اور چوتھی تکبیر کے وقت ہاتھ باندھ لے، یہ یاد رکھ لے جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لے اور جہاں کچھ پڑھا نہیں جاتا وہاں چھوڑ دے۔

تکبیر اولی	ہاتھ اٹھا کر باندھ لے
تکبیر ثانیہ	ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے
تکبیر ثالثہ	ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے
تکبیر رابعہ	ہاتھ اٹھا کر باندھ لے

اس کے بعد قرأت اور رکوع و سجدہ کے ساتھ ایک رکعت مکمل دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے چار تکبیرات کہیں گے، پہلی تین تکبیروں میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔ اگر ان مسنون اعمال اور امور کی رعایت کے ساتھ ہم نماز عید کی ادائیگی کا اہتمام کریں گے تو نہ صرف یہ کہ ہمیں عید کی خوشیاں اور مسرتیں حاصل ہوں گی؛ بلکہ ساتھ ہی ساتھ سنت طریقے پر اس کے اہتمام کی وجہ سے ہمارا عید کا ہر عمل ہمارے لئے عبادت بن جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق ارزانی عطا کرے۔ آمین۔ ☆☆

نہم جماعت کی نصابی کتاب سے

عقیدۂ ختم نبوت کا افسوسناک اخراج!

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلامی عقائد واحکام کی تعلیم سے آراستہ کرنا کسی بھی مسلم ملک کی حکومت وریاست کی ذمہ داری ہے اور نوآبادیاتی اور غلامی سے قبل ہزار بارہ سو سال تک مسلمان حکومتیں اس فریضہ سے عہدہ برآ ہوتی چلی آرہی ہیں، البتہ بہت سے مسلم ممالک پر استعمار کے تسلط اور نوآبادیاتی ماحول قائم ہونے کے بعد قابض غیر مسلم حکومتوں نے اسے اپنی ریاستی و حکومتی پالیسی سے خارج کر دیا ہے۔ جبکہ برصغیر پاک و ہند میں تو برطانوی حکومت نے جو نئی تعلیمی پالیسی دی اس پالیسی کے مرتب لارڈ میکالے نے صاف طور پر کہہ دیا کہ ہم ایک ایسا نظام تعلیم دے رہے ہیں جس سے تعلیم وتربیت پانے والے مسلمان اپنے دین پر قائم نہیں رہ سکے گا۔ چنانچہ اسی لئے مستقبل کے خدشات پر نظر رکھنے والے علماء کرام اور اہل دانش نے دینی تعلیم کا الگ سے پرائیویٹ نظام قائم کر کے مسجد ومحلہ کی سطح پر قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم کا ماحول بنایا اور دینی مدارس کا ایک وسیع جال پورے جنوبی ایشیا میں پھیل گیا، جو آج بھی پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ مسلمان بچوں کو دینی تعلیمات سے بہرہ ور کرنے اور ان کے عقیدہ وثقافت کی حفاظت میں مصروف ہے۔

برطانوی استعمار سے ہندوستان کی آزادی کے بعد اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے تحفظ و فروغ کے نام پر ایک الگ مسلم ریاست ''پاکستان'' قائم ہو جانے پر اس ملک کے حکمرانوں کی ذمہ داری تھی کہ وہ نوآبادیاتی ماحول کو ختم کر کے ملک کے تعلیمی نظام کو ازسر نو اسلام اور پاکستان کے تقاضوں کے مطابق استوار کریں، اور دستور پاکستان کی صراحت کے مطابق پاکستان کے بچوں اور بچیوں کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے آراستہ کرنے کا اہتمام کریں۔ مگر ستر سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا، حتیٰ کہ وفاقی محتسب اعلیٰ کی ہدایات کے باوجود ملک کا محکمہ تعلیم قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم کو اپنے نظام و نصاب کا حصہ بنانے کے لئے ابھی تک تیار نہیں ہوا۔

اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں کسی سطح پر بھی قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات واحکام کی تعلیم وتدریس کا کوئی باضابطہ نظم موجود نہیں ہے اور دینی تعلیم کی تمام تر ذمہ داری دینی مدارس کے سپرد رہی ہے جنہوں نے مسلسل کردارکشی اور دباؤ کے باوجود بحمد اللہ تعالیٰ عوام الناس کے تعاون سے اپنا کام جاری رکھا ہوا ہے۔ جبکہ موجودہ حکومت کی طرف سے دینی اور عصری تعلیم کے دونوں نصابوں کو یکجا کرنے کے بار بار اعلانات کے بعد وفاقی وزیر تعلیم کے حوالہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کا وسیع تر سسٹم جو او لیول، آکسفورڈ اور کیمبرج جیسے مغربی ٹائٹلوں کے ساتھ اپنا دائرہ دن بدن مزید وسیع کرتا جا رہا ہے وہ دونوں تعلیمی نصابوں کی یکجائی کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہے۔ یعنی وہ اپنے نصاب کے ساتھ قرآن وسنت اور دینیات کی تعلیم کو اپنے تعلیمی نظام میں شامل کرنے سے گریزاں ہے جس سے دونوں نصابوں کو جمع کر کے مشترک نصاب تعلیم رائج کرنے کا منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ حالانکہ دینی مدارس نے اپنے نظام میں

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 32545573

میٹرک تک نصاب کو شامل کر لیا ہے اور اپنے تشخص و امتیاز کو باقی رکھتے ہوئے اگلے مراحل سے بھی انہیں انکار نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ ریاستی نظام تعلیم میں دینی تعلیمات کا جو بہت تھوڑا حصہ شامل ہے اسے نہ صرف یہ کہ مسلسل کم کیا جا رہا ہے بلکہ اس میں ایسی تبدیلیاں بھی سامنے آ رہی ہیں جو بنیادی اسلامی عقائد کے منافی اور مسلمانوں کے اجماعی عقائد و روایات سے متصادم ہیں۔ مثال کے طور پر بعض حلقوں کی طرف سے یہ شکایت کی گئی ہے کہ مطالعہ پاکستان کے جماعت نہم کے نصاب میں عقیدۂ ختم نبوت کو تبدیل کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۰۱۷ء کی نصابی کتب میں ''عقائد و عبادات'' کے باب میں رسالت کے بارے میں عقیدہ یوں درج ہے کہ:

''عقیدہ رسالت کا مطلب تمام رسولوں پر ایمان لانا ہے، دائرۂ اسلام میں آنے کے لئے لازم ہے کہ عقیدہ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے۔''

یہ عبارت پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کی شائع کردہ نصابی کتاب میں موجود ہے مگر سال رواں میں جی ایف ایچ پبلشرز اردو بازار لاہور کی طرف سے جماعت نہم کے لئے مطالعہ پاکستان و اسلامیات کے لئے شائع کی جانے والی کتاب میں یہ عبارت اس طرح درج ہے کہ:

''عقیدۂ رسالت کا مطلب رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ دائرۂ اسلام میں آنے کے لئے لازم ہے کہ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی بھی اعتبار سے اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے۔ قرآن اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سرچشمہ ہدایت ماننا عقیدہ رسالت کا لازمی تقاضہ ہے۔''

جبکہ اس کتاب کے ٹائٹل پر یہ عبارت درج ہے کہ:

''مقابلے میں اول قرار پانے والی یہ کتاب حکومت پنجاب کی طرف سے تعلیمی سال ۲۰۱۹ء-۲۰۲۰ء کے لئے پنجاب کے سرکاری اسکولوں میں تقسیم کی گئی جیکٹ میں شامل ہے۔''

اس طرح حکومت پنجاب کی منظوری سے نہم جماعت کے لئے تقسیم کی جانے والی اس نصابی کتاب سے ختم نبوت کا عقیدہ خارج کر دیا گیا ہے، جس پر صوبہ کے دینی حلقوں کی طرف سے شدید احتجاج کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ دنوں چیف جسٹس آف پاکستان نے پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں میں اضافہ کے حوالہ سے زیر بحث ایک کیس میں ریمارکس دیتے ہوئے ملک کے تعلیمی نظام کی طرف قومی اداروں کی عدم توجہی کا ذکر کیا تھا، ہم ان سے عرض کرنا چاہیں گے کہ یہ مسئلہ عدم توجہ سے کہیں زیادہ ریاستی نصاب تعلیم میں دینی مواد کو کم کرتے چلے جانے اور اسلام کے بنیادی عقائد سے نئی نسل کو بے خبر رکھنے کا ہے جو کسی باقاعدہ منصوبہ بندی کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ کیا عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس محترم اس طرف بھی توجہ دے سکیں گے؟

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۷ مئی ۲۰۱۹ء)

میرپور خاص میں دفتر ختم نبوت کا افتتاح

مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کا افتتاح ۴ مئی بروز ہفتہ شام ۵:۳۰ عصر کی نماز سے ہوا۔ نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ مسجد اور دفتر ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی مرحوم کی خواہش الحمدللہ آج پوری ہو چکی ہے اگرچہ وہ نہیں رہے لیکن ان کی محنت رنگ لائی ہے، قاضی احسان احمد نے کہا کہ یہ مرکز ان شاء اللہ! لوگوں کے ایمان کے تحفظ کا ذریعہ بنے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے بیان کیا ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے پورے پاکستان کے ختم نبوت کے مراکز کی خدمات کو سراہا۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے مبلغ مولانا مختار احمد نے اس تقریب سعید میں شرکت کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ معاونین کا شکریہ ادا کیا اور علماء کرام کا خاص طور پر مولانا مفتی عرفان ٹنڈوالہیار، مولانا نور محمد قرآنی، مولانا بشیر احمد کرنالوی، مولانا مفتی مسعود احمد، مولانا مفتی عبیداللہ انور، مولانا حفیظ الرحمن فیض، مولانا مفتی ذوالفقار، مولانا احتشام الحق، مولانا محمد ہاشم، قاری بشیر احمد، مولانا حامد اقبال، مولانا شہاب الدین، مولانا مفتی عدنان کوٹ غلام محمد، مولانا غلام مصطفیٰ ڈگری، مولانا حافظ شریف جھنڈو اور کنری جماعت کے ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے بیان کیا اور دعا کرائی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی پروگرامز

جامعہ عمر بن خطاب: نیو ملتان کا معروف تعلیمی وتربیتی ادارہ ہے، جس کے بانی معروف تبلیغی بزرگ مولانا کریم بخش دامت برکاتہم ہیں۔ جن کے سال میں سے اکثر ایام دعوت وتبلیغ میں گزرتے ہیں۔ اندرون وبیرون ان کے تبلیغی اسفار جاری رہتے ہیں۔ موصوف فنا فی التبلیغ ہونے کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن اور کاز کے ساتھ ساتھ مجلس کے مبلغین سے بھی بہت شفقت فرماتے ہیں۔ جامعہ عمر بن خطاب میں میرے ایک استاذ حضرت مولانا محمد امین صاحب نوراللہ مرقدہ مدرس رہے۔ گزشتہ سال ان کا انتقال ہوا، ہر سال دیگر جامعات کی طرح جامعہ عمر بن خطاب میں طلباء ونمازیوں سے خطاب کی سعادت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ جامعہ کے ناظم مولانا سیف الرحمن مدظلہ ہیں۔ امسال عزیزم مولانا وسیم اسلم سلمہ کے رابطہ کرنے پر ۳۱؍مارچ کا وقت بعد نماز عصر عنایت فرمایا۔ چنانچہ مولانا وسیم اسلم کی معیت میں عصر کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی، بیس پچیس طلباء نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔

علامہ محمد طیب جالندھری: قائد وفاق حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی ایک ہمشیرہ مولانا محمد طیب کے گھر ہے۔ موصوف نے مدنی اسٹیشنرز کے نام سے نیو ملتان ۱۰۰ فٹی سڑک پر اسٹیشنری کی دکان بنا رکھی ہے، موصوف سے دیرینہ تعلقات ہیں۔ جامعہ سے فراغت کے بعد موصوف سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چند معلومات سے نوازا، آنجناب ایک پرائیویٹ یونیورسٹی کی مسجد کے خطیب بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس عربیہ تو اپنے ہیں ہی عصری تعلیمی اداروں میں نسل نو کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء سے خطاب کی صورتیں نکالی جائیں۔

مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی قبر پر حاضری: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ قیام پاکستان سے پہلے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ پاکستان بننے کے بعد جب مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی تشکیل ہوئی تو مجلس کے اجلاس کی پہلی کارروائی مولانا محمد شریف جالندھری نوراللہ مرقدہ نے تحریر فرمائی۔ حضرت امیر شریعتؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ادوار میں مجلس کے مرکزی دفتر کے محاسب وانچارج رہے۔ مجلس کے حسابات مولانا جالندھریؒ کی نگرانی میں تحریر فرماتے۔ مذکورہ بالا حضرات کی صحبت ورفاقت نے انہیں کندن بنادیا۔ آپ ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں مردانہ وار حصہ لیا، گرفتاری، سزائیں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ان کے راستہ کی رکاوٹ نہ بن سکیں۔ ختم نبوت کی حفاظت کے جرم بے گناہی میں انتہائی بامردی کے ساتھ جیل کاٹی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ اس وقت آپ مجلس کے ناظم اعلیٰ تھے۔ سانحہ ربوہ کی جونہی آپ کو اطلاع ہوئی۔ آپ نے آناً فاناً فیصل آباد کے بعد آنے والے تمام ریلوے اسٹیشنز گوجرہ، ٹوبہ، شورکوٹ کینٹ، خانیوال کی جماعتوں کے راہنماؤں کو فون پر ہدایات دیں کہ شٹر ڈاؤن کیا جائے اور چناب ایکسپریس جس پر طلباء ملتان آرہے تھے کا استقبال کیا جائے اور متاثر طلباء کو مکمل تسلی دی جائے۔ الحمدللہ! آپ کی ہدایات پر ملک بھر میں تحریک اٹھ کھڑی ہوئی، جلسے ہوئے، جلوس نکلے، ریلیاں نکلیں، ہڑتالیں ہوئیں۔ مجلس عمل کی تشکیل ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مجلس عمل کے کنوینر بعد ازاں صدر مقرر ہوئے۔ شیخ بنوریؒ کمزور اور گھٹنوں کے درد کے مریض تھے۔ بایں ہمہ شیخ نے مردانہ وار حصہ لیا اور مرکزی مجلس عمل کے تمام تر مصارف شیخ کے حکم سے مجلس نے ادا کئے۔ مولانا محمد شریف جالندھری مرکزی کانفرنسوں میں شرکت فرماتے۔ مرکزی راہنماؤں کو ہوائی جہاز کے ٹکٹ عنایت فرماتے اور خود ریل کے تھرڈ کلاس یا بسوں پر سفر کرکے مرکزی راہنماؤں کا استقبال فرماتے۔ اللہ پاک

نے کامیابی سے سرفراز فرمایا اور قادیانی ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ قومی اسمبلی میں جب قادیانیت کا کیس زیر بحث تھا تو آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری ملتان سے اسلام آباد گورنمنٹ لاجز مولانا مفتی محمودؒ کے کمرہ میں منتقل کردی اوراٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو جو علماء کرام تیاری کراتے اور اٹارنی جنرل اسمبلی میں گرجتا ان میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھی شامل تھے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک کی کامیابی اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس میں آپ کا عظیم کردار ہے۔ آپ نے راجہ ظفر الحق کو مل کر صدر مملکت سے ملاقات کے لئے وقت لیا اور تحریک سے متعلق صدر مملکت کو حالات سے آگاہ کیا۔ صدر مملکت نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸-سی کا اضافہ کیا، جس کی رو سے قادیانی اسلامی اصطلاحات نہیں استعمال کرسکتے۔ بعدازاں مختلف عدالتوں میں چلنے والے کیسز میں ضعف وعوارض کے باوجود قائدانہ کردار ادا کیا۔ آپ بہت زیرک انسان تھے، چھوٹوں کو بڑا بنانا آپ کے اوصاف میں سے ایک عظیم وصف رہا۔ آل پاکستان چنیوٹ کانفرنس جو قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے مقابلہ میں لائبریری پارک چنیوٹ میں ہوتی۔ اس کی کامیابی یخ بستہ سردیوں میں آپ کی مرہون منت تھی۔ چناب نگر میں قطعہ اراضی کا حصول، اس کے کاغذات کی تکمیل اور نوکنال کے پلاٹ کی چاردیواری، عارضی مسجد اور مدرسہ کی تعمیر آپ کے دور میں ہوئیں۔ چنیوٹ کانفرنس کے اختتام پر آپ کو دل کا دورہ پڑا اور آپ کو سانس لینے کی دشواری ہوئی، اس رات ہم ایک ہی کمرہ میں تھے، ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ پاس انفاس کا ذکر کررہے ہیں۔ فیصل آباد کے احباب نے ہسپتال میں داخل کرایا، طبیعت کچھ سنبھلی تو ملتان تشریف لائے، طبیعت سنبھلتی بگڑتی رہی۔ وفات سے ایک دن پہلے دفتر تشریف لائے کام کیا، رفقاء کو ہدایات دیں، اگلے روز ۱۴؍فروری ۱۹۸۵ء کو ۸ بجے رات ہارٹ اٹیک ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا اور آپ کی بے قرار روح کو قرار آ گیا اور ’’یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة‘‘ کے مطابق نفس مطمئنہ اپنے پروردگار عالم کے حضور پیش ہوگئی۔ ۱۵؍فروری آپ کی نماز جنازہ ملتان میں خواجہ خواجگان امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ نے پڑھائی اور دوسرا جنازہ خانیوال کے قریب آپ کے رہائشی چک ۸ کسی میں پڑھایا گیا۔ آپ کے پیر بھائی حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور آپ کو آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی خواہش تھی کہ کہیں اور جگہ آپ کی وفات ہو تو آپ کی میت ختم نبوت کے کسی دفتر میں تھوڑی دیر کے لئے لائی جائے، حسن اتفاق کہ آپ کا جنازہ دفتر ختم نبوت سے اٹھایا گیا۔ ۸؍شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴؍اپریل ۲۰۱۹ء کو خانیوال جاتے ہوئے اپنے محسن و مربی کی قبر مبارک پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ کے چک ۸ کسی میں مختصر بیان بھی ہوا اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ آپ کے فرزند گرامی مولوی محمد طیب اور پوتوں سے ملاقات ہوئی۔ اللہ پاک آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

مولانا شجاع آبادی خانیوال کے دورہ پر:

(مولانا عبدالستار گورمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی خانیوال کے دو روزہ دورہ پر تشریف لائے، جہاں ۱۴؍اپریل کو مولانا عطاء المنعم، محمد آصف خان اور راقم الحروف نے جامع مسجد المینار میں آپ کا خیرمقدم کیا۔

آپ نے خانقاہ مالکیہ اور جامعہ مالکیہ کے بانی حضرت مولانا خلیفہ عبدالمالک صدیقیؒ کے مزار شریف پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ موصوف حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشی مسکین پوریؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے،

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ہزاروں افراد نے ان سے اللہ اللہ کرنا سیکھا۔

جامع مسجد رحمانیہ نزد چوک فاروق اعظم: میں ۱۴؍اپریل کو آپ نے ناموس رسالت کے تحفظ اور گستاخ رسول کی سزا کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر تمام عمائدین قریش جو پوری مدنی و مکی زندگی میں آپ کے مدمقابل رہے۔ انہیں معاف فرمادیا لیکن گستاخان رسول کو معاف نہیں کیا۔ چنانچہ عبدالعزیٰ بن خطل کو غلاف کعبہ سے نکال کر قتل کردیا، کیونکہ وہ آپ کے خلاف اشعار اور نظمیں لکھتا تھا۔ نیز عام حالات میں آپ نے عورت پر ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ ابن خطل نے دو گلوکار لونڈیاں خریدی ہوئی تھیں جو اس کے اشعار کو گا گا کر لوگوں کو گمراہ کرتیں انہیں بھی قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ جامع مسجد رحمانیہ کے خطیب مولانا سید سیف اللہ شاہ اور انتظامیہ کے ذمہ دار مرزا عبدالقیوم نے آپ کی تشریف آوری پر آپ کا شکریہ ادا کیا۔

جامع مسجد مالکیہ میں درس: ۱۵؍اپریل کو صبح کی نماز کے بعد آپ نے جامع مسجد مالکیہ المینار میں تحریک ختم نبوت میں علماء لدھیانہ اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی عظیم الشان خدمات سے عوام کو آگاہ کیا اور مذکورہ بالا شخصیات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

ہائی اسکول احمد نگر: اسی روز اسکول کے طلبا اور اساتذہ سے اسمبلی کے وقت میں خطاب فرمایا اور نسل نو کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرایا۔ ٹیچرز حضرات نے عقیدۂ ختم نبوت کی قرآن وسنت میں اہمیت کے متعلق آگاہ کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

جناب اکرام القادری سے اظہار تعزیت:

جمعیت علماء اسلام کے راہنما، مدرسہ احسن المدارس خانیوال کے مہتمم جناب اکرام القادری مدظلہ کی ہمشیرہ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں۔ جناب اکرام القادری سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

خانیوال میں طوفان بادوباراں: ۱۵؍اپریل عشاء کے بعد حضرت صاحبزادہ محمد عابدؒ کی بستی سراجیہ میں درس طے تھا، لیکن عصر سے قبل اتنا شدید طوفان بادوباران آیا اور ژالہ باری ہوئی، جس سے بجلی کے پول اور درخت گر گئے۔ کئی ایک مکانوں کی چھتیں اور دیواریں گر گئیں۔ جس کی وجہ سے پروگرام کینسل کرنا پڑا، چونکہ آج صبح کی نماز کے بعد جامع المینار میں استاذ محترم نے اگلے دن کے درس کا وعدہ کرلیا تھا۔ اس لئے رات کا قیام خانیوال میں ہی رہا اور ۱۶؍اپریل صبح کی نماز کے بعد درس دے کر ملتان کی طرف روانہ ہوگئے۔

آج کے درس میں استاذ محترم نے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ جو ہماری موجودہ تحریک ختم نبوت کے الہامی قائد تھے، ان کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

ا:... حضرت علامہ نے دارالعلوم دیوبند کو قادیانیت کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا، اپنے شاگردوں کی اس وقت تک دستار بندی نہ کرتے اور انہیں سند نہ دیتے جب تک کہ ان سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا عہد نہ لے لیں۔ نیز آپ نے دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کرام جن میں سے اکثر آپ کے شاگردان رشید تھے کو ختم نبوت، عیسیٰ علیہ السلام، مرزا قادیانی کے دجل وفریب، کذبات اور جھوٹی پیشینگوئیوں اور تاویلوں پر کتابیں لکھوائیں اور ان کی اشاعت کا انتظام فرمایا، اس پر آپ کی طبیعت مطمئن نہ ہوئی، کیونکہ کتب اور لٹریچر سے پڑھا لکھا طبقہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ عوام کو اس فتنہ سے کیسے بچایا جائے؟

۲:... تو آپ نے دوسرا کام یہ کیا کہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر انہیں امیر شریعت کا لقب عطا فرمایا اور انہیں اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس محاذ پر لگایا۔

۳:... تیسرا بڑا کام یہ کیا کہ علامہ اقبالؒ قادیانیت کے چنگل سے نکال کر قادیانیت کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا، کیونکہ قادیانیت کے جراثیم ان کے گھر میں داخل ہوچکے تھے، ان کا ایک بھائی قادیانی ہوگیا، جس کی اولاد آج بھی قادیانی ہے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

۴:...چوتھ بڑا کام یہ کیا کہ بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان اور ان کے اخبار روزنامہ زمیندار کو اس محاذ پر لگایا۔ استاذ محترم نے ان تمام شخصیات کو خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں ملتان تشریف لے گئے۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے مدرسہ میں خطبہ جمعہ: حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بنیادی ارکان میں سے تھے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان سے سند فضیلت حاصل کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دار المبلغین کی پہلی کیمپ میں سے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے قادیانیت پر تربیت حاصل کی۔ حضرت شاہ جیؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کی صحبت نے انہیں کندن بنا دیا۔ مختلف اضلاع میں مبلغ رہے۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ، مرکزی ناظم اعلیٰ، مرکزی نائب امیر کے عہدوں پر فائز رہے۔ انڈونیشیا اور افریقی ممالک کے دورے کئے۔ علماء کرام کو قادیانیت پر تربیت دی۔ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں میں مردانہ وار حصہ لیا۔ اس جرم بے گناہی کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جن علماء کرام نے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو تیاری کرائی اس میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ بھی شامل تھے۔ آپ کو قادیانیوں کی کتابوں کے صفحات کے صفحات یاد تھے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ جو استاذ گرامی مولانا محمد حیاتؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں شامل تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہے شہرت اور ایک ہے قادیانیت پر عبور۔ فرمایا کہ اگرچہ شہرت مجھے زیادہ ملی، لیکن قادیانیت پر عبور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو حاصل تھا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک سے پہلے ہونے والے مقدمات اور بعد میں ہونے والے مقدمات میں وکلاء کی تیاری اور انہیں قادیانیت سے روشناسی میں آپ پیش پیش ہوتے۔ آنجناب تیس سال سے زیادہ عرصہ عربیہ فاروقیہ عارف والا میں علم و فضل کے دریا بہاتے رہے اور مدرسہ و مسجد کو شہرت بخشی اور خطابت کے جواہر پارے بکھیرتے رہے۔ آپ نے اپنے آبائی علاقہ عنایت پور جلال پور پیروالا میں مدرسہ مطالب العلوم کے نام سے ادارہ بھی بنایا آپ کا انتقال ۲۲؍مئی ۲۰۰۳ء میں ہوا تو آپ کے فرزند اکبر مولانا عطاء الرحمٰن فاضل جامعہ قاسم العلوم ملتان آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور مدرسہ کے مہتمم بھی اور دوسرے فرزند قاری ضیاء الرحمٰن مدرس، آپ فرزند نسبتی حافظ حسین احمد کا چند روز قبل انتقال ہوا اور ایسے ہی ہمارے مدرسہ جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے ایک طالب علم مولانا حسنین معاویہ کا ۲۳؍مارچ کو چناب نگر سے جلال پور پیر والا جاتے ہوئے جھنگ میں گاڑی میں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوگیا تھا تو موخر الذکر بھی جہان پور جلال پور پیر والا کی مضافاتی بستی کے رہنے والے تھے تو ۱۹؍اپریل کو موخر الذکر کے والد محترم قاری خلیل الرحمٰن سے تعزیت کی۔ نیز حافظ حسین احمدؒ کی تعزیت کے لئے ۱۹؍اپریل کو جمعۃ المبارک کا خطبہ مدرسہ مطالب العلوم عنایت پور میں دیا اور مولانا عطاء الرحمٰن اشعری عیادت کی انہیں بھی دل کا عارضہ لاحق ہوگیا ہے اللہ پاک شفائے کاملہ نصیب فرمائیں۔

دو عزیزوں کا نکاح: راقم کی متبنیٰ بیٹی (حقیقتاً نواسی) اور پوتی عزیزی قاری علی حیدر کی بچی کا نکاح برادرم حاجی محمد یعقوب جاوید کے فرزندان گرامی محمد ایثار القاسمی، محمد ضیاء القاسمی سے ۲۰؍اپریل مغرب کی نماز کے بعد ہوا۔ ایجاب وقبول اور خطبہ نکاح شیخ الحدیث حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ نے پڑھایا۔ اللہ پاک دونوں بچوں اور بچیوں میں پیار و محبت نصیب فرمائیں اور اولاد و صالحہ، زندگی والی اور فرمانبردار نصیب فرمائیں۔ ۲۱؍اپریل کو ملتان کے ایک میرج ہال میں برادرم حاجی محمد یعقوب جاوید کی طرف سے دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔ ولیمہ کی دعوت سے فارغ ہوتے ہی چناب نگر کا سفر کیا اور عشاء کی نماز جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں ادا کی۔

خطبۂ جمعہ: ۲۶؍اپریل کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد قدیم حافظ آباد میں دیا۔ جامع مسجد قدیم کے خطیب مولانا محمد الطافؒ تھے، نیز آپ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم بھی تھے، آپ نے اپنے جامعہ کی دکانوں میں سے ایک دکان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دفتر کے لئے دی۔ حافظ عبدالوہابؒ نے ایک عرصہ تک اس دکان میں ختم نبوت کا دفتر چلائے رکھا۔ حافظ عبدالوہابؒ بھی ایک دبنگ انسان تھے۔ مولانا محمد الطافؒ کی صحبت و رفاقت نے انہیں بہادری عطا کی۔ موصوف مسلکاً اہلحدیث مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے اور احراری النسل تھے، ان کے والدین بھی شاہ جیؒ کے گرویدہ انسان تھے۔ ساری زندگی قادیانیت کے تعاقب کو وظیفہ حیات بنائے رکھا۔

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

دیا۔ وہ نظریہ بھی آپ کے سامنے آ گیا کہ نوجوان نسل کی نوجوان بیٹی وہ اب سرعام کہتی ہے: ’’میرا جسم میری مرضی، میں ننگی رہوں یا لباس میں رہوں۔‘‘ خاوند سے کہنے لگی ہیں کہ آپ اپنے بستر کے لئے کسی اور کو تلاش کرو۔ یہاں تک ہم بے حیا ہو گئے؟ بخدا میری شرافت اجازت نہیں دیتی کہ وہ مناظر آپ کے سامنے رکھ سکوں، اس کی تعبیر کن الفاظ سے کروں، جو یہاں بازاروں میں سرعام کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک میں اگر کرایہ کی گاڑیاں اپنا اشتہار دیتی ہیں تو کہتی ہیں کہ اگر تمہیں اپنے شوہر کے گھر نہیں جانا اور فرار کا راستہ اختیار کرنا ہے تو اب یہ گاڑیاں آپ کو فرار کروا سکتی ہیں۔ یہ تصور میرے نوجوان کو دیا جا رہا ہے؟ اس طرح اس کو مستقبل بتایا جا رہا ہے؟ یہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں یہ تو ظاہر ہو گیا۔ بہت کچھ تو ان کی زبانوں پر آ گیا ہے۔ اس ایجنڈے پر آپ لوگوں کی ذرا نظر ہونی چاہئے۔ مدارس پر حملے کئے گئے، مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے، مدارس مشکوک ہیں، مدارس کے اندر پڑھنے والے مشکوک ہیں، ان کے استاذ مشکوک ہیں اور پھر میرے ہی علماء کرام کو بٹھایا جاتا، اور میرے ہی علماء کرام کے دستخطوں سے ایک پیغام مرتب کیا جاتا ہے جس کو فتوی کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ میرے ہی علماء کرام کے دستخطوں سے ’’کہ پاکستان مقدم ہے پاکستان کی وفاداری کا یہ مقام ہے، پاکستان کی ریاست کا تقدس یہ ہے۔ کسی کو اپنے تئیں کوئی فتوی جاری کرنا، کوئی جہاد کی بات کرنا۔‘‘ تو غلطی سے مجھے بھی ایک جلسے میں بلا لیا۔ میں نے کہا کہ جب سے پاکستان بنا ہے یہ ریکارڈ ہے ہمارا، ایک، دو، تین اور ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ہمارا ریکارڈ ہے۔ وفاداری کا کوئی مرحلہ کہ جس کی آزمائش پر پورا نہ اترے ہوں، نہیں ہے۔

میں نے ریاست پر اعتماد کیا ہے۔ میں نے ریاست کو احترام دیا ہے۔ لیکن ریاست مجھے شک کی نظر سے دیکھتی ہے۔ مجھے مشکوک قرار دے کر میرے خلاف قانون سازی کرتی ہے۔ مجھے مشکوک قرار دے کر یہ جواز پیدا کرتی ہے کہ کسی طرح ان مدارس پہ ہاتھ ڈالا جائے۔ کبھی نیشنل ایکشن پلان کے ذریعے سے، کبھی فوجی عدالت کے ذریعے سے، کبھی سی ٹی ڈی کے ادارے بنائے جاتے ہیں۔ کبھی فورتھ شیڈول حرکت میں آتا ہے۔ اور فوکس صرف ہمارے مذہبی لوگ ہیں۔ مدارس ہیں، مدرسین ہیں، طلباء ہیں، علماء ہیں، ائمہ ہیں مساجد کے، یہ لوگ ان کے نشانے پر آتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ میں جب آپ پر اعتماد کرتا ہوں اور آپ ہر قدم پر مجھ پر شک کرتے ہیں۔ تو یہ تعاون اور معاونت کیسے؟ میں نے کہا اعتماد دو طرفہ ہوا کرتا ہے، یکطرفہ کبھی نہیں ہوا کرتا۔ میں نے تم پر اعتماد کیا ہے، تم بھی مجھ پر اعتماد کرو گے تو کام چلے گا، ورنہ نہیں چل سکتا۔ آج پورے ملک میں اور بین الاقوامی سطح پر چونکہ اب قادیانیت کے ساتھ جنگ پاکستان کی سرزمین تک محدود ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں نے اس فتنے کو دبوچا، تحریک چلائی، ان کو پارلیمنٹ میں لائے، براہ راست مباحثہ کیا اور شکست کھانے کے بعد پارلیمنٹ نے کہا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ تو پاکستان نے اس کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، جھگڑا ہی پاکستان کا ہے۔ اس لئے ایسی حکومت پاکستان میں چاہئے کہ جہاں اس فتنے کو رعایتیں دی جا سکیں۔ اور آپ نے دیکھا جونہی یہ حکومت آئی کراچی میں، پنجاب میں ہر طرف قادیانی نیٹ ورک متحرک ہوا۔ اور بین الاقوامی سطح پر ان کی کانفرنسیں ہوئیں اور سب سے بڑی کانفرنس ان کی لندن میں ہوئی جس میں ان کے سربراہ نے شرکت کی اور انگریز حکومت کے، وہاں کے ایک منسٹر نے اس میں شرکت کی۔ ساری چیز سامنے آ گئی۔ ارادے کھل کر سامنے آ گئے۔ پھر یہاں پر جس انداز سے ناموس رسالت کی توہین کے مرتکب لوگوں کو بری کیا گیا‘ اس کے لئے ہماری عدالتیں استعمال کی گئیں، اس کے لئے ہمارے ملک کا قانون استعمال کیا گیا، یہ ساری چیزیں کیا ہیں؟ تو آج مدارس کی اصلاح کے نام پر درحقیقت مدارس کے کردار کو ختم کرنا ہے۔ ابتداء بڑے معصوم الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں اور ان معصوم الفاظ کے اندر زہر گھلا ہوتا ہے۔ ان کے ایجنڈے کا زہر ہمیں نظر آتا ہے۔ اور ہم آپ کے اس میدان کے خادم ہیں ہمیں پتا چلتا ہے۔ ہمارے بھائی مولوی صاحبان کو شاید پتا نہ چلے لیکن ہمیں پتا چلتا ہے تو ہم بروقت بتا دیتے ہیں۔ لیکن ہم غریب مولوی ہیں، غریب مولوی کی اذان پر کوئی کلمہ نہیں کہتا۔ جب ہم کہتے ہیں آپ کو کہ اس بادل میں طوفان آ رہا ہے تو آپ نے ہماری بات پہ اعتماد نہیں کیا۔ لیکن جب طوفان آ یا اور سروں پر اولے پڑے پھر فائدہ ہی کیا تھا؟ طوفان نے آپ کو صحرا میں دبوچ لیا، آپ کے پاس پناہ کی جگہ کیا ہے؟ تو آج جس مرحلے سے ہم گزر رہے ہیں، آج بھی ہم اعلائے کلمۃ اللہ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جی ہم تو ریاست مدینہ بنا رہے ہیں تو

یہ ریاست مدینہ ہے؟ ہر جگہ پر مذاق بن گیا۔ لیکن کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی حکمران پاکستان کی تاریخ میں اتنے مختصر عرصے میں ناکام نہیں ہوا جتنے کہ یہ نااہل ہمارے سامنے آئے ہیں۔ ہم نے جو ختم نبوت اور ناموس رسالت کے حوالے سے ملین مارچ ملک بھر میں شروع کئے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ ایک دو کر کے مولوی صاحبان تھک جائیں گے۔ یہ جمعیت والے تھک جائیں گے۔ ہم سے بھی کارکن پوچھتا تھا کہ آگے کیا ہوگا؟ ایک دو تو ہم کرلیں گے، پھر آگے کیا ہوگا؟ میں نے کہا یہ تیرا کام ہے؟ آگے کیا ہوگا؟" جو لوگ اللہ کے راستے میں جہد و جہد کرتے ہیں، ہم ان کے لئے راستے کھول دیتے ہیں" آپ نیت ٹھیک کرلیں اور میدان میں نکلیں، راستے اللہ بنائے گا۔ اب تک ہم گیارہ ملین مارچ کر چکے ہیں اور ہر ملین مارچ ایک سے بڑھ کر ایک کامیاب۔ عوام کی اتنی بڑی شرکت پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی۔ اور مجھے آپ لوگوں کی فکر ہے کہ جب یہ مرحلہ مکمل ہو جائے گا، اللہ کامیابی سے مکمل کرے تو پھر ہم بڑا جلسہ بھی کریں گے تو آپ کہیں گے کہ مزہ نہیں آیا اور ان شاء اللہ رکے گی نہیں، یہ تحریک اسلام آباد پہنچے گی اور اس سے پہلے مستعفی ہو جائے، ورنہ اسلام آباد کی سڑکوں پر آخری جنگ لڑی جائے گی۔ میرے جوانو! میں آپ کو ایک اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ مدارس کے خلاف جوان کا پروگرام تھا، الحمدللہ رک گیا ہے، اب زیادہ طاقت سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ختم نبوت کے حوالے سے جوان کے ناپاک عزائم تھے، اب صفائیاں پیش کر رہے ہیں کہ ہمارا تو کوئی ایسا ارادہ نہیں۔

ناموس رسالت کے حوالے سے بڑا ہی مشکل ہوگا کہ اس کے بعد کوئی ایسی حرکت کر سکے یا کوئی قانون سازی کر سکے۔ کیونکہ ان کا مقصد ایک فرد نہیں ہے، قانون سازی ہوتی ہے۔ ایسے قوانین لانے کے لئے کوشش کہ جس سے آئندہ کے لئے تحفظ مل سکے۔ اور سب سے بڑی بات جوان کا ایجنڈا تھا وہ اسرائیل کو تسلیم کرنا تھا۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا، فلسطینیوں کی سرزمین پر صیہونی قبضے کو تسلیم کرنا ہے۔ اب عرب سرزمین پر یہود کا قبضہ، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہو کہ "جزیرہ عرب سے یہود کو نکال دو" آپ نے تو بھگا بھگا کر اور ان کا پیچھا کر کے جزیرہ عرب سے نکال دیا اور امت کو حکم دیا کہ ان کو جزیرہ عرب سے باہر رکھو۔ اور ہم آج ان کو خود دعوت دیں کہ آئیں اور وہاں جا کر آباد ہو جائیں۔ یہ بات نہیں چلے گی۔ یہ ایجنڈا ابھی اب اللہ کے فضل و کرم سے ان شاء اللہ آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ اور اگر ہم اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں پھر جو مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان کا قبضہ ہے تو اس پر ہمارا موقف کیا رہ جائے گا؟ کیا حیثیت ہوگی اس کی؟ یہ تو جیسے ہم نے کشمیر کو بیچنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اسرائیل کے ناجائز قبضے کی قیمت پر ہم اس کو چھوڑ رہے ہیں، اس طرح کیسے چلے گا؟ تو ان شاء اللہ العزیز! اسلام ایک دین زندگی ہے، سربلند ہے، اس کا جھنڈا سربلند ہے، وہ آزادی کا متقاضی ہے، آزاد معاشرے کا، کسی بین الاقوامی دباؤ سے آزاد مملکت کا تصور ہے۔ اور جس میں ہمارے عقائد کا تحفظ ہو۔ لہٰذا فرنگی نے میرے مدرسے کو ختم کیا۔ اور میرے اکابر نے اس کی بنیاد ڈالی اور آج بھی ہر محاذ پر دین کا تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے انکار پر قادیانی جماعت بنائی گئی، لیکن اس کے مقابلے میں علماء نے کام کیا اور آج بھی الحمدللہ! علماء کرام کی یہ صف زندہ ہے۔ تو ان شاء اللہ یہ جنگ لڑنی ہے یا نہیں لڑنی؟ مجمع کی طرف سے با آواز بلند "ان شاء اللہ" پھر ایسا نہ ہو کہ موقع آئے پھر آپ کہیں کہ مجھے تو ذرا بازار سے سودا لینا ہے۔ (مجمع کی طرف سے جذباتی نعرے) تو اللہ تعالیٰ آپ کی اس محفل کو تروتازہ رکھے۔ تو یہاں پر جو بھی آپ کو پڑھایا جائے گا، علمی اعتبار سے پوری طرح لیس ہو کر میدان میں آنا ہوگا۔

اور ان شاء اللہ العزیز اللہ کے دین کی خدمت کے لئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا ہوگا۔ مشکلات آتی ہیں، اللہ تعالیٰ اس جہد وجہد کی برکت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں مزید طاقتور بنائے۔ اور یہ جو ہمارے ملین مارچ ہو رہے ہیں، ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین کی قوت بنائے۔ اور دین کے غلبہ کا ذریعہ بنائے۔ اور بہت کامیاب بنائے اور اس کو محض انسانیت بنائے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ پاکستانی عوام کو حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کے اس درد دل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے ملک کے نظریئے حفاظت فرمائے۔ ملک میں اسلامی نظام عطا فرمائے اور ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدات کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

شب قدر کی فضیلت

مولانا مفتی محمد نجیب سنبھلی قاسمی

رمضان کی راتوں میں ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی خیر و برکت والی رات ہے اور جس میں عبادت کرنے کو قرآن کریم (سورۃ القدر) میں ہزار مہینوں سے افضل بتلایا گیا ہے۔ ہزار مہینوں کے ۸۳ سال اور ۴ ماہ ہوتے ہیں۔ گویا اس رات کی عبادت پوری زندگی کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے اور ہزار مہینوں سے کتنا زیادہ ہے؟ یہ صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ لہٰذا اس آخری عشرہ کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ پانچوں نمازوں کو جماعت سے پڑھنے کا اہتمام کریں، دن میں روزہ رکھیں، رات کا بڑا حصہ عبادت میں گزاریں، تراویح اور تہجد کا اہتمام کریں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ اپنے اور امت مسلمہ کے لئے دعائیں کریں۔ قرآن کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کریں۔ شب قدر کی اہمیت وفضیلت کے متعلق خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے:

’’بے شک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے، یعنی قرآن شریف کو لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر اس رات میں اتارا ہے۔ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے؟‘‘ یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے، کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی ہزار مہینوں تک عبادت کرنے کا جتنا ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر کی عبادت کا ہے، اور کتنا زیادہ ہے؟ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس رات میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اترتے ہیں۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ اور یہ خیر و برکت فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

سورۃ العلق کی ابتدائی چند آیات کے بعد آنے والی سورۃ القدر میں بیان کیا کہ یہ قرآن کریم رمضان کی بابرکت رات میں اترا ہے، جیسا کہ سورۃ الدخان کی آیت نمبر ۳ میں: ’’ہم نے ایک مبارک رات میں قرآن کریم کو اتارا ہے‘‘ اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۸۵ میں: ’’رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا ہے‘‘ میں یہ مضمون صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

شب قدر کے دو معنی ہیں اور دونوں ہی یہاں مقصود ہیں۔ ایک یہ کہ یہ وہ رات ہے جس میں تقدیروں کے فیصلے کئے جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ الدخان آیت ۴ میں ہے: اسی رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ یہ بڑی قدر و منزلت اور عظمت و شرف رکھنے والی رات ہے۔

اس رات میں قرآن کریم کے نازل ہونے کا مطلب لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اترنا ہے یا اس رات میں پورا قرآن کریم حامل وحی فرشتوں کے حوالہ کیا جانا مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتدا اس رات میں ہوئی اور پھر واقعات اور حالات کے مطابق وقتاً فوقتاً ۲۳ سال کے عرصہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

اس رات کی فضیلت و اہمیت کے متعلق متعدد احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں، یہاں اختصار کی وجہ سے چند احادیث ذکر کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے والا بنائے۔

☆...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

کھڑے ہونے کا مطلب: نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآن اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہونا ہے۔ ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ شہرت اور دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ خالص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا ہے۔

☆...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا سارے ہی خیر سے محروم رہ گیا، اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔

☆...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔ مذکورہ حدیث کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں راتوں میں کرنی چاہیے۔

☆...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑھو:

''اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔''

ترجمہ: ''اے اللہ تو بیشک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو، پس مجھے بھی معاف فرما۔''

شب قدر کی دو اہم علامتیں:

شب قدر کی دو اہم علامتیں کتب احادیث میں مذکور ہیں: ایک یہ کہ رات نہ بہت زیادہ گرم اور نہ بہت زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور دوسری علامت یہ ہے کہ شب قدر کے بعد صبح کو سورج کے طلوع ہونے کے وقت سورج کی شعاعیں یعنی کرنیں نہیں ہوتی ہیں۔

نوٹ: اختلاف مطالع کے سبب مختلف ملکوں اور شہروں میں شب قدر مختلف دنوں میں ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ ہر جگہ کے اعتبار سے جو رات شب قدر قرار پائے گی اُس جگہ اُسی رات میں شب قدر کی برکات حاصل ہوں گی، ان شاء اللہ!

☆☆ ☆☆

عید الفطر کے مسنون اعمال

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

نقشۂ دنیا پر بسنے والی تمام ہی اقوام وملل کا یہ دستور اور طریقہ کار رہا ہے کہ وہ سال کے کچھ دن بطور جشنِ مسرت کے مناتے ہیں، جسے عرف عام میں ''عید'' یا ''تہوار'' کہا جاتا ہے، ہر قوم و ملت کے خوشی اور عید منانے کے طریقے جداگانہ ہو سکتے ہیں؛ لیکن مقصود سب کا ''خوشی منانا'' ہوتا ہے، اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، یہ انسان کی نفسیات کی رعایت کرتا ہے؛ اس لئے اس نے اپنے ماننے والوں کے لئے بھی دو دن بطور ''عید'' اور ''جشن مسرت'' کے عطا کئے ہیں؛ چونکہ یہ انسانی طبیعت اور فطرت کا تقاضا بھی ہے کہ انسان زندگی کی یکسانیت سے اکتاتا ہے، وہ کچھ وقت اور لمحات اور شب وروز، روزانہ کے معمول سے ہٹ کر ہنس بول کر خوشی اور مسرت کے اظہار کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ہجرت کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے (اہل مدینہ نے) دو دن کھیل کود کے لئے مقرر کر رکھے تھے، آپ نے پوچھا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کے بدلہ میں تمہیں ان دنوں سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں ایک یوم الاضحی اور دوسرا یوم الفطر۔ (ابوداؤد)

لیکن اسلامی اعیاد کا امتیاز یہ ہے کہ یہاں ہر موقع سے خواہ وہ مسرت وشادمانی اور فرط و انبساط کے مشروع مواقع ہی کیوں نہ ہوں؛ لیکن اسلامی حدود وقیود کی پابندی کرنی ہوتی ہے، ہر عمل کا طریقہ کار ہوتا ہے، نہ یہ کہ دوسری اقوام کے مانند شتر بے مہار کے مثل خوشی اور مسرت اور عید و تہوار کے نام پر اخلاقی اور انسانی اقدار و روایات کا قتل وخون کیا جائے، ہر طرح کی موج مستی اور عیش کوشی اور حیوانیت کی اجازت دی جائے کہ خوشی کے موقع سے انسان انسانیت کے لبادہ سے نکل کر حیوانیت اور بربریت پر اتر آئے؛ بلکہ ہر کام کا طریقہ کار اور اس کے اصول ہوتے ہیں، جن کو پیش نظر رکھ کر وہ عمل انجام دیا جاتا ہے۔

خصوصاً عید الفطر کی مسرت وشادمانی کی گھڑی جو منائی جاتی ہے وہ رمضان کے طویل، صبر آزما، عبادتوں وریاضتوں سے معمور جدوجہد کے بعد، جب بندہ ایک مہینہ کے روزے، راتوں کی طویل تراویح، شب گزاری، تلاوتِ قرآن ان اعمال سے جب اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے تو اس کے بعد اس کو ان صبر آزما اور مشقت آمیز اعمال کو بخیر وخوبی انجام دینے پر یہ عید کی مسرتیں اور شادمانیاں عطا کی جاتی ہیں، پھر ان عید کے اعمال کو بھی سنت کے مطابق انجام دینا ہے، یہاں بھی قدم قدم پر اللہ اور اس رسول کے احکام کو

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۷

قرآن پاک کا فیصلہ

کم ازکم یہ امر سب کا مسلمہ ہے کہ آج سے دو ہزار سال قبل حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سلسلہ میں صلیب کا واقعہ ضرور پیش آیا ہے۔ جس کے بارہ میں یہود بڑے فخر سے مدعی تھے کہ ہم نے مسیح کو صلیب دی اور قتل کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اس بارہ میں اگرچہ اختلاف تھا۔ جیسا کہ عرض کیا جائے گا۔ لیکن عام نصاریٰ قوم نے واقعہ کو تسلیم کرنے کے بعد مسئلہ کفارہ گھڑ لیا اور ان کو دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر جانے کا عقیدہ بنا لیا۔ قرآن پاک جو آسمانی کتب اور انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں ایسے اختلافات میں فیصلہ کرنے کا مدعی ہے۔ مندرجہ ذیل فیصلہ صادر کرتا ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہی وہ قرآنی آیت ہے جس کا مضمون ہی اس واقعہ صلیب کی وضاحت اور بیان حقیقت ہے۔ مگر اس پورے شان اختصار کے ساتھ جو اس کے شایان شان ہے۔ ہاں! تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اختلاف وہ تھا جس کا ذکر ان کے ایک مشہور حواری برنباس نے اپنی مرتب کردہ انجیل برنباس میں کیا ہے۔ جس میں صاف طور پر اس کا اقرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جایا گیا اور ان کی جگہ دوسرے ہم شکل آدمی کو صلیب دی گئی۔ آج بھی یہ انجیل اسلامی عقیدہ کی تائید کر رہی ہے۔

۱......اگر دل میں زیغ اور بصیرت پر تعصب کی پٹی نہیں تو آیت کریمہ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ آیت میں یہود کی مذمت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے نہیں کی گئی۔ بلکہ دعویٰ قتل کی وجہ سے: ”وبقولهم“ ورنہ آسان تھا کہ کہا جاتا: ”وبقتلهم“ آخر بنی اسرائیل نے بعض دوسرے انبیاء قتل کئے ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

۲......آیت کی ابتداء ہی میں بتا دیا گیا کہ قتل عام ہے۔ چاہے صلیب کے ذریعہ ہو چاہے بغیر صلیب کے ہو۔ کیونکہ یہود کا دعویٰ صلیب پر قتل کرنے کا تھا تو صلیب کے قتل کو ابتداء ہی میں صرف قتل کے لفظ سے تعبیر کر کے بتا دیا کہ صلیب کا قتل بھی قتل ہی کہلاتا ہے اور قتل کہہ کر اس سے صلیب کا قتل مراد لے سکتے ہیں۔

۳......ان کا دعویٰ قتل ذکر کر کے اللہ تعالیٰ ان کی تردید فرماتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ یہاں جیسا کہ ان کے دعویٰ کے وقت صرف قتل کا لفظ ذکر فرمایا تھا۔ تردید کے لئے بھی اتنا کافی تھا کہ وہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے یا انہوں نے قتل نہیں کیا۔ اس طرح سولی کے ذریعہ قتل کی بھی تردید ہو جاتی۔ کیونکہ قتل کا لفظ اس کو بھی شامل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قتل بھی نہیں اور سولی پر بھی نہیں چڑھایا۔ سولی کا واقعہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش نہیں آیا۔ (یہاں مرزائیوں کا یہ من گھڑت ترجمہ کتنا بھدا ہے کہ نہ اس کو قتل کیا اور نہ سولی دے کر قتل کیا)

۴......یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ واقعہ صلیب تو متواتر اور قطعی ہے تو آخر سولی کس کو دی گئی۔ اس کا جواب فرمایا کہ ان کے لئے مشابہ کیا گیا۔ ”ولكن شبه لهم“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو تو سولی نہیں دی گئی۔ لیکن واقعہ یوں ہوا کہ مشتبہ بنایا گیا ان کے لئے کہ اس جاسوس حواری کو ان کے ہم شکل کر دیا گیا ہے۔ وہ اس کو عیسیٰ سمجھ کر سولی پر چڑھا بیٹھے۔ یا یوں کہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا نہ سولی دی۔ البتہ ان کو اشتباہ ہو گیا۔ (جو ان کی جگہ دوسرے کو قتل کر دیا)

۵......اختلاف کرنے والے یہود و نصاریٰ کے بارہ میں ارشاد ہے کہ ان کو اس بارہ میں کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ یہ تو ظن وگمان کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں۔ ”لفي شك منه“ وہ خود شک میں ہیں۔ قرآن ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہود کو اپنے مبینہ اور مشہور عقیدہ میں خود بھی شک تھا۔ حالانکہ اگر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر سولی دے کر اپنے خیال میں قتل کر ڈالا تھا۔ مگر قرآن ”لفي شك منه“ میں لام تاکید سے فرماتا ہے کہ وہ خود شک میں ہیں۔ شک کی وجہ صرف یہی ہے کہ جو یہودی حاضر تھے وہ حیران تھے کہ اندر دو آدمی تھے۔ اب ایک ہے اور وہ

شور مچا رہا ہے کہ میں مسیح نہیں میں تو فلاں ہوں۔ مجھے کیوں بے گناہ مارتے ہو۔ یہودیوں نے اشتباہ میں اس کو سولی پر کھینچ کر اپنی کامیابی کا اعلان کردیا۔

۶…… ایک سوال رہ جاتا تھا کہ واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور ساری کوشش انہیں کو صلیب دینے کی تھی۔ اگر وہ قتل نہیں ہوئے اور سولی پر نہیں چڑھائے گئے تو آخر وہ کہاں گئے۔ اس خاص مقصد کے بیان کی خاطر کہ حضرت مسیح کہاں گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قتل مسیح کی تردید دوبارہ فرما کر ان کے بارہ میں حقیقت کا یوں اعلان کیا۔ ''وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ'' کہ انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ ظاہر ہے کہ جس عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب وقتل کی نفی ہے۔ اس عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر ہے نہ کہ پہلے تو عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر چلا آرہا تھا اور ''رفعہ اللہ الیہ'' میں یکایک ان کی روح کا ذکر کیا کہ ان کی روح کو اٹھایا۔ جس پر قتل واقع ہوسکتا تھا۔ اسی سے قتل کی نفی کر کے اسی کے رفع کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۷…… اور صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا واقعہ صلیب کے وقت کا ہے۔ اسی وقت کے دعویٰ قتل کی تردید فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اب اگر رفع سے روحانی رفع مراد لیا جائے جس کا معنی موت ہے تو یہ تو یہودی قوم کی تائید ہوئی۔ کیونکہ واقعہ صلیب کے وقت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا معنی ہی یہ ہے کہ یہودی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ پھر یہ کیسے بھدا ترجمہ ہے کہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اس کو مار ڈالا۔ رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ یہاں سے چھپ چھپا کر بھاگ کر اتنی نوے سال بعد کشمیر میں فوت ہوئے۔ خارج از بحث ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ واقعہ صلیب اور یہودی تدبیر کے وقت کا فیصلہ سنا رہی ہے کہ وہ اس کو قتل نہیں کر سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بڑے غالب ہیں کہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور حکمتوں والے ہیں کہ کیا کیا اسباب بنائے اور آخرکار کس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا تاکہ طے شدہ اسکیم کے مطابق وہ آخری زمانہ میں امت محمدی کی خدمت کر سکیں۔ بے شک وہ بڑی حکمت والا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ذکر واقعہ صلیب اور یہودی تدبیر کے وقت کا ہو کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے۔ (بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا) اور بل یعنی بلکہ کہہ کر اللہ تعالیٰ ۸۰سال کے بعد کا رفع ذکر کرنے لگ جائیں۔

۸…… ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی مرزائی لوگ رفع کا معنی رفع درجات کرتے ہیں۔ بھلا خیال فرمائیں کہ جب آدمی کہتا ہے کہ زید نہیں آیا۔ یا زید گھر نہیں آیا بلکہ بازار گیا ہے یا یہ کہئے کہ زید مرا نہیں بلکہ زندہ موجود ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ بلکہ کے بعد جو مذکور ہوتا ہے وہ ماقبل سے متضاد ہوتا ہے۔ اب اگر رفع سے روح کی رفع مراد لی جائے جو موت کے وقت ہوتی ہے تو یہ رفع تو قتل کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے۔ قتل میں بھی روح کا رفع ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر رفع سے مراد درجات کی رفع مراد ہو تو رفع درجات بھی قتل کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے۔ بلکہ شہید ہونے کی صورت میں درجہ زیادہ بلند ہوتا ہے۔ پھر لفظ بل کا مابعد ماقبل سے متضاد نہ ہوا۔

۹…… مرزائیوں نے ''بل رفعہ اللہ الیہ'' میں ''الیــــہ'' کے لفظ میں بھی کیڑے نکالنے کی کوشش کی ہے کہ خدا آسمان میں تو نہیں ہے کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا، کا مطلب آسمان پر لے جانا سمجھا جائے۔ اگرچہ ہمارا مقصد حیات عیسیٰ تک محدود تھا۔ لیکن پھر بھی ان کے اس وسوسے کا جواب دینا ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زمین یا آسمان میں ہونا یا عرش پر مستوی ہونا یا خالق کا مخلوق سے تعلق یا کائنات سے معیت یا اس کا احاطہ یہ ذات وصفات کے نازک مسائل میں سے ہے۔ جو مادی حواس اور انسانی عقل کی حدود سے باہر ہیں۔ تاہم آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ کی نسبت قرآن وحدیث میں عموماً کی گئی ہے۔ مثلاً یہ آیت: ''قد نری تقلب وجھک فی السماء'' (کہ ہم آپ کا بار بار آسمان کو دیکھنا وحی کے انتظار میں دیکھ رہے ہیں) دوسری جگہ ارشاد ہے: ''ء امنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض'' (کیا تم اس خدا سے بے خوف ہوگئے جو آسمان میں ہے کہ کہیں تمہیں زمین میں دھنسا دے)۔

۱۰…… اگرچہ پہلی آیت ختم ہوگئی لیکن مضمون ابھی باقی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون پر عطف کر کے اور اس کے ساتھ موکد کر کے واو سے شروع کر کے آگے ارشاد فرمایا۔ ''وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (النساء:۱۵۹)'' کہ مستقبل میں کوئی اہل کتاب نہ رہے گا۔ مگر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لانا پڑے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ نباشد ہیچ کس از اہل کتاب الا البتہ ایمان آرد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ۔

(جاری ہے)

حضرت مولانا جمیل احمد قاسمی سکروڈھوی کا

انتقالِ پُر ملال

مولانا شفیق احمد بستوی

ازہر ہند مادر علمی دارالعلوم دیوبند کو گزشتہ دنوں ایک اور بڑے صدمہ سے دوچار ہونا پڑا جب درس نظامی کے ایک کامیاب ترین مدرس اور مایہ ناز شارح حضرت مولانا جمیل احمد سکھروڈھویؒ کا سانحۂ ارتحال پیش آیا۔

حضرت مولانا کی شخصیت پاک و ہند بلکہ بنگلہ دیش اور پورے اس براعظم میں طبقۂ علماء و طلبا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، کیونکہ ہدایہ کی شرح اشرف الہدایہ، نورالانوار کی شرح قوت الاخیار، اصول الشاشی کی شرح احسن الحواشی اور اسی طرح حسامی کی شرح فیض سبحانی اور مختصر المعانی کی شرح تکمیل الامانی ایسی معروف و مشہور شروحات ہیں جن سے برعظیم کے اکثر علماء وطلبا بخوبی واقف ہیں اور تقریباً ہر ایسے مدرسہ کی لائبریری میں یہ ضرور موجود ہوں گی جس میں درسِ نظامی کی تعلیم کا سلسلہ ہے۔

مذکورہ بالا شروحات کے مطالعہ سے ہی مولانا کے انداز افہام وتفہیم کی بے مثال خوبی کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے دروس کے سمجھانے کی خوب مہارت عطا فرمائی تھی، اور اس کا مشاہدہ راقم الحروف کو اچھی طرح ہوا ہے جس کا تذکرہ آنے والی سطروں میں ہوگا۔ کچھ تذکرہ مولانا کے طلبانہ، علاوہ ماضی کا کرلیا جائے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کن احوال وماحول سے نکل کر آپ کی شخصیت پروان چڑھی۔

ضلع سہارنپور کے شمال مغرب میں واقع قصبہ سکروڈھہ میں ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئے یہ ایک ایسا قصبہ ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے بھاری حصہ پر مشتمل ہے اور یہ لوگ کھیتی باڑی کرنے والے زمین دار ہیں جن کا بڑا ذریعہ معاش یہی زمین داری ہے، چنانچہ مولانا بھی اسی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا کے خاندان میں دو افراد علم دین کے میدان میں آگے بڑھے اور پورا درس نظامی مکمل کرکے اشاعت علوم دینیہ کی خدمات میں مصروف عمل ہوئے ان میں سے ایک مولاناؒ کی شخصیت تھی دوسرے نمبر پر حضرت مرحوم کے چچازاد بھائی مولانا محمد تحسین صاحب ہیں جو کہ بقید حیات ہیں۔ حضرت مولانا نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی جبکہ مولانا تحسین صاحب نے مظاہر علوم سہارنپور سے فراغت حاصل کی۔ مولانا کا سن فراغت تقریباً ۱۹۷۰ء ہے، جس سال مولانا مرحوم دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اس سال دو ستارے دارالعلوم کی فضا میں زیادہ عیاں تھے یعنی طلبا کے ماحول میں یہ دونوں امتیازی حیثیت کے حامل سمجھے جاتے تھے، ایک کا نام جمیل احمد تھا تو دوسرے کا نام شکیل احمد تھا، یہ دونوں بھائی بھائی نہیں تھے بلکہ دونوں ہم عصر وہم جماعت تھے۔ مولانا شکیل احمد سیتاپوری تھے اور حضرت مولانا سہارنپوری تھے، مگر مولاناؒ نے اپنی کتابوں پر اپنی نسبت وطنیہ اپنے مقام پیدائش قصبہ سکروڈھہ کی طرف لکھی جس کی وجہ سے آپ کو سکروڈھوی کی نسبت سے ہی جانا پہچانا جانے لگا۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مولانا شکیل صاحب سیتاپوری دارالعلوم دیوبند ہی میں مدرس ہوئے اور اپنے اساتذہ واکابر دارالعلوم کی معیت وسرپرستی میں مشغلہ تدریس میں منہمک ہوگئے اور حضرت مولانا مرحوم اپنے برادر مکرم مولانا تحسین صاحب مدظلہ کی معیت و رفاقت میں مدرسہ قاسم العلوم گاگل ہیڑی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے، یہ ادارہ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی یادگار کے طور پر قائم کیا گیا جو کہ دیوبند سے سہارنپور جانے والے جی ٹی روڈ اور سہارنپور سے دہرہ دون جانے والی شاہراہ کے سنگم پر واقع ہے۔ گاگل ہیڑی کے اس مدرسہ میں مولانا تحسین مظاہری صاحب مہتمم اور حضرت مولانا مرحوم ناظم اعلیٰ تھے، چنانچہ اس مدرسہ میں دونوں ہی عظیم الشان درسگاہوں یعنی دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے فیوض وبرکات پہنچتے رہے اور دونوں جگہوں سے اکابر کی تشریف آوری اس ادارہ میں ہوتی تھی اور طلبا واساتذہ کو ان اکابر کی زیارت کا موقع مل جاتا تھا۔ احقر کو اچھی طرح یاد ہے کہ اسی ادارہ میں سب سے پہلے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ اور حضرت مولانا فخرالحسن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند اور دیگر حضرات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

یہ کوئی ۱۹۷۶ء کی بات ہے یا ۱۹۷۷ء کی،

جب مدرسہ ہذا کے طلبا کو یہ اڑتی ہوئی خبر معلوم ہوئی کہ حضرت ناظم صاحب دیوبند جانے والے ہیں اوران کا تقرر دارالعلوم میں ہوگیا ہے، چنانچہ کچھ ہی مدت بعد حضرت مرحوم دیوبند تشریف لے گئے اور دارالعلوم میں تدریس کا آغاز فرمایا اور اپنے پیچھے مدرسہ قاسم العلوم گاگل ہیڑی کی تمام تر ذمہ داریوں کا بوجھ ظاہر ہے کہ اپنے بڑے بھائی مولانا تحسین مظاہری مدظلہ کے کندھوں پر ہی چھوڑا جس کو وہ بخوبی نبھا رہے ہیں۔

احقر جب مدرسہ قاسم العلوم گاگل ہیڑی سے حفظ القرآن مکمل کر کے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوا تو درجۂ ثانیہ میں حضرت مولانا جمیل احمد سکھروڈھویؒ سے ''ہدایۃ النحو'' پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور یہ تھوڑی ہی مدت تک سبق چل سکا کہ دارالعلوم کا قضیۂ نامرضیہ پیش آیا اور یہ سبق بھی دیگر تمام اسباق کی طرح موقوف بلکہ معطل ہوگیا اور چند مہینوں تک اسباق کا سلسلہ تعطل کا شکار رہا۔ تقریباً چھ ماہ کی مدت کے بعد جب طلبا دارالعلوم کو مادرعلمی کی آغوش میں واپسی کا موقع ہوا تو انتظام و انصرام کی صورت حال بدل چکی تھی کہ طلبا کی سرپرستی کرنے والے صرف چند اساتذہ رہ گئے تھے جو کہ طلبا کے ساتھ رہے اور دارالعلوم سے انخلاء کی ششماہی مدت میں بھی ان کی تعلیم و تربیت کی خدمات انجام دیتے رہے اور اساتذۂ کرام کی بڑی تعداد دارالعلوم کی منتظمہ کے ساتھ رہی تاہم طلبا کی تعداد ادھر ایک سو سے بھی کم رہی ان ہی اساتذہ کرام میں حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھویؒ بھی شامل تھے، جب طلبا کی بھاری اکثریت جو کہ چھ ماہ تک خیموں اور کیمپ میں اپنی تعلیم و تربیت میں مشغول تھی۔ دارالعلوم میں واپس آئی تو سارا نظام حضرت مولانا وحیدالزماں کیرانویؒ کی قیادت میں فعال ہوا اور باضابطہ تعلیمی مشاغل بحال ہوئے تو منتظمہ سابقہ دارالعلوم سے خودبخود بے دخل ہوگئے تاہم ان حضرات نے بھی تھوڑی سی مدت کے بعد دیوبند کی جامع مسجد میں تعلیمی سلسلہ شروع فرمایا اور نئے داخلوں کا اعلان ہوا تو طلبا کی ایک بڑی تعداد پورے ملک سے جامع مسجد میں داخلہ کے لئے آپہنچی، جامع مسجد دیوبند میں شروع ہونے والے اس نئے تعلیمی و تربیتی ادارہ کو دارالعلوم وقف دیوبند کا نام دیا گیا، کئی سال تک یہ ادارہ مسجد ہی میں کام کرتا رہا اور طلبا کے لئے رہائش گاہوں کا انتظام شہر کے مختلف علاقوں میں کرایہ پر عمارتیں لے کر کیا گیا تھا، تاہم چند سالوں بعد دیوبند کی شہری آبادی سے باہر مغربی سمت میں دیوبند کی عیدگاہ اور حضرت شیخ الہندؒ کے باغ کے درمیان ایک بڑی اراضی خریدی گئی اور اس پر اب دارالعلوم دیوبند وقف کی ایک بڑی عمارت قائم ہے۔ دارالعلوم وقف کے مدیر و مہتمم حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ تھے۔

قابل ذکر حقیقت یہ ہے کہ منجھے ہوئے ماہر اساتذہ کرام کی بڑی تعداد دارالعلوم وقف میں مشغول رہی تاہم مرور زمانہ کے ساتھ حالات و واقعات میں نرمی آتی گئی اور باہم دونوں ہی مراکز کے اساتذہ کرام اور طلبا آپس میں میل جول رکھنے لگے اور دوریاں قربتوں اور لاتعلقی روابط میں ڈھلنے لگی اسی اثناء میں محدث کبیر حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیریؒ نے عیدگاہ اور مزار انوری کے متصل ایک شاندار ادارہ قائم کیا، جس کا نام ''جامعۃ الامام انورشاہ'' ہے، جس کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ اس میں شروع سے ہی عربی زبان میں اسباق پڑھائے جاتے ہیں، گویا یہ ادارہ عربی میڈیم ہے، اس کی برکت اس طرح ظاہر ہوئی کہ دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم وقف کے کئی اساتذہ کرام نے امتیازی تعلیم و تربیت کی غرض سے اپنے صاحبزادگان کو جامعۃ الامام انور شاہ میں داخل کرایا، چنانچہ دونوں ہی مراکز کے اساتذہ اس وجہ سے بھی آپس میں قریب ہوئے، اور احوال باہمی کی بہتری کی صورت میں حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھویؒ ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم وقف سے چھٹی لے کر مرکزی دارالعلوم میں تشریف لے آئے اور اپنی تدریسی خدمات میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔

حضرت مولانا مرحوم کی تدریس میں جو بڑی خاص بات تھی وہ یہ کہ سبق کی توضیح و تفہیم ایسے دلکش انداز میں فرماتے تھے کہ طالب علم کو درسگاہ ہی میں سبق نہ صرف سمجھ میں آجاتا تھا بلکہ ذہن نشیں بھی ہوجاتا تھا، حضرتؒ کی توضیح و تفہیم کی منہ بولتی تصویر نہیں بلکہ تصویریں درس نظامی کی عظیم کتاب ''الہدایہ'' کی شرح اشرف الہدایہ، حسامی کی شرح فیض سبحانی، نورالانوار کی شرح ''قوت الاخیار'' اور ''اصول الشاشی'' کی شرح احسن الحواشی اور مختصر المعانی کی شرح تکمیل الامانی ہیں، جن کو توجہ سے پڑھنے والا آسانی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت مرحوم کو تفہیم دروس کا کیسا ملکہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت مرحوم کی گفتگو بڑی صاف واضح اور بلیغ ہوتی تھی تاہم دوآبہ کے علاقہ کی اردو زبان میں جو بے لچک کھڑا پن ہے وہ حضرت مرحوم کے انداز کلام میں بھی عیاں تھا۔ حضرت کی ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ سامنے والے سے متاثر نہیں ہوتے تھے بلکہ بجا طور پر اس کو متاثر کرتے

تھے۔ حضرتؒ کو اپنے مشغلہ تدریس سے اتنی محبت تھی کہ زندگی میں کوئی دوسری مشغولیت اختیار نہیں فرمائی ہاں البتہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کتابوں کا کاروبار کیا تھا، چنانچہ آپؒ نے ''مکتبۃ الحجاز'' کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ آج سے تقریباً گیارہ سال قبل جب دیوبند حاضری ہوئی تو ایک دن بعد مغرب کا وقت تھا، حضرت مولانا عبدالرشید بستویؒ کے ساتھ احقر دارالعلوم وقف کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں حضرتؒ کا ''مکتبۃ الحجاز'' آ گیا تو مولانا عبدالرشید بستویؒ نے کہا کہ حضرت مولانا جمیل صاحب مکتبہ میں تشریف فرما ہیں چلیں اسی وقت ملاقات ہوجائے، چنانچہ ہم بے تکلف سلام کرکے مکتبہ میں داخل ہوئے حضرت سے ملاقات ہوئی حال احوال کے بعد احقر نے پوچھا کہ حضرت یہ کتب کی پیکنگ اور بنڈل سازی آپ خود ہی کررہے ہیں؟ تو حضرت نے ازروئے ظرافت یوں جواب دیا: مولوی شفیق! یہ تو بس اٹھک بیٹھک ہے اور ہم ہیں اس کام میں ناتجربہ کار، اس لئے بھئی ہم جیسا اناڑی آدمی تو یوں ہی اٹھک بیٹھک کرے ہے اور کیا کرے ہے؟ بات یہ تھی کہ حضرتؒ کے مکتبہ پر کام کرنے والا لڑکا کہیں گیا ہوا تھا تو حضرت خود ہی کتابوں کے بنڈل بنانے اور ترتیب دینے میں مشغول تھے۔

دوران گفتگو حضرت نے شفقت فرماتے ہوئے ہمیں کہا کہ کسی دن ہمارے گھر آجاؤ تو ذرا اطمینان سے بیٹھک رہے گی، چنانچہ ہم موقع مناسب پاکر ایک دن بعد مغرب حضرت کے گھر جا پہنچے کافی دیر تسلی بخش ملاقات رہی، حضرت نے اس ملاقات کے دوران اپنے سفر پاکستان کی کچھ روداد بھی سنائی جو ایک گونہ دلچسپی پر مشتمل تھی، احقر کی حضرت سے یہی آخری ملاقات تھی اور یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ پرویز مشرف نے لال مسجد پر دھاوا بولا تھا تو ہندوستان کے لوگ ہم سے یہی سوال کرتے تھے کہ بھائی آپ کے ملک میں یہ کیا ہورہا ہے کہ حکومت خود ہی مسجد پر اٹیک کررہی ہے تو ہم یہاں بابری مسجد اور دیگر مساجد پر ہونے والے حملوں کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟

بہرحال ایک وقت تھا جو گزر گیا، لیکن حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھویؒ کو ہم نے قریب سے دیکھا مگر ایک شاندار استاد، ایک بہترین شارح اور مصنف ہونے کے باوجود کوئی بناوٹ تصنع یا کبروغرور وخودپسندی نام کی کوئی چیز حضرت میں نظر نہیں آئی، بے جھجک، بے لاگ اور بے تمہید و بے تکلف گفتگو آپ کے مزاج کی نمایاں صفت تھی۔

حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھویؒ نے ۷۳ سال کی عمر پائی جس میں سے تقریباً چالیس سال دارالعلوم دیوبند میں تدریس کرتے ہوئے گزاری:

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مولانا مرحوم جب مدرسہ قاسم العلوم گاگل ہیڑی کے ناظم اعلیٰ تھے، اس وقت حضرت کا ایک صاحبزادہ تھا جس کا نام یاد پڑتا ہے کہ خلیل تھا جو راقم الحروف سے عمر میں تین چار سال چھوٹا رہا ہوگا، حضرت کا یہی ایک بیٹا احقر نے دیکھا ہے اس کے بعد حضرت کی گھریلو زندگی اور خاندان کی تفصیل علم میں نہیں آئی تاہم دیگر کئی حضرات نے بھی حضرت مرحوم کی سیرت و شخصیت پر مضامین لکھے ہوں گے بالخصوص ہندوستان میں تو ان کے ذریعہ بھی خاندانی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا جمیل صاحبؒ جیسے لوگ بڑی مدتوں میں لاکھوں میں سے کوئی اکا دکا ہی پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت نے اپنی عمر کا آخری سال ایک شدید موذی اور تکلیف دہ بیماری میں گزارا ہے وہ کینسر کا مرض ہے جو حضرتؒ کو گزشتہ ایک سال سے لاحق تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات کی بلندی اور کفارۂ ذنوب کے لئے اس شدید بیماری کو ذریعہ بنادے، تو اس کی شانِ کریمی سے کیا بعید ہے، جیسا کہ مختلف روایات میں وارد ہوا ہے کہ اللہ پاک جب اپنے بندۂ مومن کو گناہوں سے پاک صاف کرکے اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کو کسی بیماری میں مبتلا فرمادیتے ہیں اور پھر اس بیماری کے نتیجہ میں اس کو موت کے مرحلہ تک پہنچادیتے ہیں اور اس بیماری جھیلنے کے عوض اس کو گناہوں سے پاک صاف کرکے اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ہم اللہ رب العزت کی شان کریمی سے امید واثق رکھتے ہیں کہ وہ حضرت الاستاذ مرحوم کی کامل مغفرت فرماکر انہیں درجات کی بلندی نصیب فرمائے گا۔

حضرت مرحوم نے اپنے پسماندگان میں اہلِ خاندان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ اور معتقدین پیچھے چھوڑے ہیں جو نہ صرف حضرت کے لئے دعائے خیر کا اہتمام کرنے والے ہیں بلکہ وہ درحقیقت حضرت کے لئے بیش بہا صدقہ جاریہ بھی ہیں کہ وہ علم وعمل کی دنیا میں حضرت مرحوم کے فیوض وبرکات کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں اور آگے ان تلامذہ کے تلامذہ اس سلسلہ کو آگے جاری رکھیں تو اس طرح ان شاء اللہ!

قیامت تک یہ صدقہ جاریہ باقی رہے گا اور اس کا بہت بھاری اجر وثواب اللہ تعالیٰ حضرت کو عطا فرماتے رہیں گے۔

دارالعلوم دیوبند میں حضرت نے تقریباً چالیس سال تک تدریس فرمائی، اس اعتبار سے بلاواسطہ آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے، تاہم آپ کی مقبول عام شروحات سے جن طلبا اور اساتذہ نے استفادہ کیا اور کر رہے ہیں ان کی تعداد بھی بلاواسطہ تلامذہ کی تعداد سے دوگنی بلکہ چندگنی زیادہ ہوگی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ حضرت کو اپنے شایان شان بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے مقبول ومحبوب بندوں میں شامل فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

اپریل ۲۰۱۹ء کی پہلی تاریخ بروز پیر صبح نو بجے دارالعلوم کے احاطۂ مولسری میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں دونوں دارالعلوم اور جامعۃ الامام انور شاہ کے طلبا و اساتذہ کے علاوہ تقریباً مجموعی طور پر پچاس ہزار لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری مدظلہ نے پڑھائی اور بعد ازاں آپ کو سوگوار ماحول میں مزار قاسمی نامی قبرستان میں اکابر دارالعلوم کے مبارک پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم پر اپنے شایان شان کامل رحمت فرمائے اور رفع درجات سے نوازے اور تمام ہی پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

☆☆..................☆☆

بقیہ:..... مولانا شجاع آبادی کے دعوتی پروگرامز

مذکورہ بالا دونوں حضرات اپنے اللہ کے حضور چلے گئے۔ اللہ پاک ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ حافظ عبدالوہاب کے پسماندگان میں سے کسی سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ماسٹر رشید اختر محکمہ تعلیم سے ریٹائر ہوئے ہیں ہر روز آ کر دفتر کھولتے ہیں۔ مولانا محمد الطافؒ اعوان قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے فرزند ارجمند علامہ سعید اعوان مدظلہ مدرسہ کے مہتمم اور مسجد قدیم کے خطیب ہیں، اپنے والد محترم کی روایات کے امین ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے رفقاء کے لئے دیدہ و دل فرش راہ رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد الطافؒ کے خدام میں حافظ اللہ دتہ ہیں۔ انہوں نے سنایا کہ ایک قادیانی لڑکے کا مسلمان لڑکی سے معاشقہ چل رہا تھا، بات نکاح تک پہنچی۔ حضرت مولانا کو اطلاع ہوئی، آپ سد سکندری بن گئے۔ لڑکی نے کہہ دیا کہ میں تو پہلے سے قادیانی ہوں۔ مولانا نے فرمایا کہ تو کس کے ہاتھ قادیانی بنی؟ جس نے اس لڑکی کو قادیانی بنایا مولانا نے فرمایا کہ اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت پرچہ درج کیا جائے۔ لڑکا گوجرانوالہ سے قبول اسلام کی سند لے کر آیا۔ انتظامیہ نے کہا کہ جب تک مولانا نہیں فرمائیں گے، تیرا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں کہ قادیانیت کے دجل وفریب کے مقابلہ میں مولانا ڈٹ گئے۔ کوشش کی کہ حافظ عبدالوہاب کے خاندان کے حضرات سے ملاقات ہوجائے اور ان سے اظہار تعزیت کیا جائے، لیکن سوئے قسمت کہ کسی سے ملاقات نہ ہوسکی اور راقم حافظ آباد سے لاہور کے لئے عازم سفر ہوا اور رات لاہور دفتر میں گزاری۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم سے ملاقات: لاہور آ کر معلوم ہوا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مدیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ حضرت الامیر دامت برکاتہم کا رات کا کھانا برادرم حاجی عتیق انور صاحب کے گھر میں ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالنعیم سلمہ کی معیت میں الحاج عتیق انور صاحب کے گھر حاضری ہوئی۔ جہاں راقم نے آل پاکستان چناب نگر کورس کی رپورٹ پیش کی۔ نیز ملک بھر میں ہونے والی تبلیغی وتنظیمی سرگرمیوں کے متعلق رپورٹ کی۔ حضرت الامیر مدظلہم نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ عتیق انور صاحب کے گھر میں ہی مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن، اقرأ روضۃ الاطفال کے مدیر مفتی خالد محمود مدظلہ، مجلس کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، حضرت الامیر کے فرزند گرامی مولانا سعید احمد اسکندر مدظلہ سمیت کئی ایک احباب کی زیارت وملاقات ہوئی۔ ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کے فرزند گرامی مفتی محمد ابن جمیل خان جو لاہور اور مضافاتی اضلاع کی شاخوں کے انچارج ہیں نے بتلایا کہ اقرأ کی مین برانچ مسجد باجرہ چونگی امرسدھو لاہور میں کل گیارہ بجے ختم بخاری کی تقریب ہے، اس میں ضرور شرکت فرمائیں۔ (جاری ہے)

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۱۴

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

مرزا کی زبان:

اب ہم آپ کو اس میراثی، ذہنی مریض، حافظے میں کمزور، نماز میں توجہ نہ کرسکنے والے مرزا کے چند دعوے بھی سناتے ہیں اور ہر فقرے کے بعد استغفر اللہ پڑھئے۔

(۱) جو شخص میرے اور مصطفیٰ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) میں فرق کرے، نہ اس نے مجھے پہچانا اور نہ دیکھا۔

(۲) میں مسیح زماں اور میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں۔

(۳) جو میری جماعت (یعنی قادیانی جماعت) میں داخل ہوا، اس نے گویا سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا درجہ پایا۔

(۴) اگرچہ اس دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، لیکن میں ان سے کسی سے بھی عرفان میں کم نہیں ہوں، جس نے ہر نبی کو جام دیا، اس نے مجھے بھی بھر کر جام دیا۔

(۵) کوئی شخص بھی اونچے مرتبے کو پہنچ سکتا ہے، یہاں تک کہ محمد رسول اللہ سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔

(۶) دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ (مطلب یہ کہ مرزا کو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ نام دیئے گئے۔ کاش! مرزا سے یہ نام پوچھ لئے جاتے، مرزائیوں پر اس وقت بھی اس کے فریب کا پردہ چاک ہوجاتا)۔

(۷) خدا تعالیٰ نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا کہ جو کرشن آخری زمانے میں پیدا ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے، یعنی آریوں کا بادشاہ (لیکن کسی ہندے نے اسے کرشن نہیں مانا، نہ آریوں کا بادشاہ مانا، ویسے معلوم ہوا کہ یہ ہندو بھی تھا)۔

(۸) خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے نبی ہوں، اس قدر نشان دکھائے کہ اگر وہ نشانات ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے، پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں، وہ مجھے نہیں مانتے یعنی مرزا کو نہ ماننے والے تمام لوگ شیطان ہیں، اندازہ لگائیے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا: نبوت ثابت کرنے کا مرزا کا فارمولا کیا تھا، یعنی اگر مرزا کے نشانات ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کردیے جائیں تو ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے، پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں، وہ مجھے نہیں مانتے.....

مطلب یہ کہ مرزا کو نہ ماننے والے سارے شیطان ہیں، نبوت ثابت کرنے کا کتنا آسان طریقہ نکالا، ”ہینگ لگے نہ پھٹکری، رنگ بھی چوکھا آئے“ بس یہ کہہ دیا کہ اللہ نے اس قدر نشان دکھائے کہ ہزار نبیوں پر تقسیم کیے جائیں تو ان سے نبوت ثابت ہوجائے۔ اب کوئی ان سے پوچھے: کیا مرزا نے کبھی اتنی بڑی تعداد یا کسی بھی تعداد میں اپنے نشانات دکھائے یا بتائے.... یا وہ نشانات صرف مرزا کی اپنی ذات کے لئے تھے، نشان دکھانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ پوری قوم کے سامنے آجائیں۔

مرزا نے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بھی گستاخیاں کی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتا ہے:

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“ (استغفر اللہ!)

آپ نے پڑھا! ابن مریم کا ذکر چھوڑو، یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ کرو، ان کا ذکر کرنے سے کیا فائدہ ان سے بہتر میں جو ہوں۔

لیکن مرزا کی کم عقلی کا رونا مرزائیوں کو رونا چاہئے، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر جگہ جگہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں چھوڑا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ذکر نہیں چھوڑا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر نہیں چھوڑا، چودہ سو سال بعد یہ ایک شخص پیدا ہوا جس نے کہا: ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مرزا دراصل کیا تھا۔

مرزا قادیانی اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:
’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔‘‘
اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوگا؟ اس سے بڑی تہمت کیا ہوگی اور آگے چلتے ہیں، ایک کتاب میں یہاں تک لکھا:
’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔‘‘ (معاذ اللہ، استغفر اللہ!)
لیجئے! پہلے لکھا گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی.... پھر لکھا: شراب پیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ انبیاء کرام کی شان میں جب ایسی ایسی گستاخیاں ملتی ہیں تو عام لوگوں کو تو کیا کچھ نہیں کہا ہوگا اور ملاحظہ فرمائیں، ایک جگہ لکھتا ہے:
’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں میں مکر اور فریب کے سوا کچھ نہیں تھا۔‘‘
آپ نے ملاحظہ فرمایا! عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، ان کی تعریف قرآن کریم میں جگہ جگہ ملتی ہے، ان کے معجزات کا ذکر موجود ہے، لیکن یہ شخص ان کے بارے میں کیسی زبان استعمال کررہا ہے، لیکن اتنا کچھ لکھنے پر بھی شاید اس کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا، بھڑاس نکالنے کے لئے یہ بھی لکھا:
’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی۔‘‘
’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں۔‘‘
’’آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار تھیں۔‘‘
پھر اپنے بارے میں لکھا:
’’خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘
یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی گھناؤنی تصویر۔ اتنا کچھ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا اور پھر خود کو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بھی لکھا یعنی میں ان جیسا ہوں۔
یہاں ہم ان کتابوں کے نام بھی لکھ دیتے ہیں جن میں یہ باتیں موجود ہیں، کیونکہ اس قسم کے گندے جملوں پر ہمارے مسلمان بھائی تک یقین نہیں کرتے اور کہہ اٹھتے ہیں کہ نہیں خیر، اس نے یہ تو نہیں لکھا ہوگا۔ اس حد تک تو وہ نہیں لکھتا ہوگا، ایسا صرف وہ لوگ کہتے ہیں، جن کے آس پاس کچھ مرزائی رہتے ہیں اور وہ اپنے جعلی اخلاق کا مظاہرہ ان سے کرتے نہیں تھکتے، عام طور پر مسلمان یہ کہتے سنائی دیں گے.... جی مرزائیوں کے اخلاق بھی اچھے ہیں، مرزائی اخلاق کے بہت اچھے ہیں.... سچ کہئے..... کیا ان جملوں میں کہیں اخلاق موجود ہے؟ اگر ہے تو ذرا ہمیں بھی دکھادیں۔ کتابوں کے نام یہ ہیں:
انجام آتھم، روحانی خزائن، ازالۂ اوہام، ست بچن، کشتی نوح، نسیم دعوت، دافع البلاء، تریاق القلوب۔
مرزا نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے برگزیدہ رسول کے بارے میں جو زبان استعمال کی اس کی ایک جھلک آپ پڑھ چکے ہیں، لیکن مرزا نے صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نشانہ نہیں بنایا، دیکھا جائے تو اس نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا، اپنی گندی زبان سے ہر طرف گندے تیرے چلائے، یہ اور بات ہے کہ یہ تمام تیر خود اس کی طرف واپس آ گئے اور مرزا خود ان کا نشانہ بن گیا۔ جتنی بُرائیاں اس نے دوسروں میں گنوائیں، وہ خود اس میں ثابت ہوگئیں۔
ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا کچھ لکھا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں، اپنی کتاب توضیح المرام میں لکھا:
’’اللہ ایک ایسا وجودِ اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں اور ایک ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج الانتہا طول اور عرض رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحۂ ہستی کے کناروں تک پھیل رہی ہیں۔‘‘
اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، ایسے الفاظ لکھنے کے قابل ہیں، نہ پڑھنے کے، لیکن مرزا کی گھناؤنی تصویر دکھانے کے لئے ایسا کرنا پڑتا ہے۔ اس تحریر میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ اور پاؤں تو لکھے ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ کو تیندوے سے بھی تشبیہ دے ڈالی، تیندوا ایک درندہ ہے۔
اپنی کتاب تجلیاتِ الٰہیہ میں لکھتا ہے:
’’وہ خدا جس کے قبضے میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔‘‘
آپ نے پڑھا، اللہ تعالیٰ چوروں کی طرح پوشیدہ آئے گا، جس کے قبضے میں ذرہ ذرہ ہے، جو ہر چیز پر قادر ہے، اسے کسی جگہ، وہ بھی چوروں کی طرح آنے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ کوئی ان مرزائیوں سے ذرا پوچھے۔
ایک جگہ مرزا لکھتا ہے: ’’ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدے کے مطابق۔‘‘ (تذکرہ مجموعہ الہامات) (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کورسز

مولانا محمد قاسم

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس:

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اظہر مسجد گولیمار میں مولانا اویس انور کی وساطت سے عوام الناس کے لئے تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ پہلے روز ۱۹/اپریل ۲۰۱۹ء بروز جمعہ بعد مغرب تا عشاء ''عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کے عنوان پر مولانا محمد رضوان (مسؤل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شرقی کراچی) نے درس دیا۔ دوسرے روز ''عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام و ظہور امام مہدی علیہ الرضوان'' کے موضوع پر راقم الحروف نے چند گزارشات پیش کیں۔ دورانیہ تقریباً ایک گھنٹہ تھا۔ تیسرے اور آخری روز ۲۱/اپریل ۲۰۱۹ء بروز اتوار مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) نے ''ردِ قادیانیت'' کے عنوان پر بعد مغرب تا عشاء بیان کیا۔ شرکاء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت، لٹریچر ''عقیدۂ ختم نبوت'' (مرتب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) اور ''تلاش حق'' (مرتب مولانا مفتی محمد راشد مدنی) بھی تقسیم کیا گیا۔ عوام الناس نے ذوق وشوق سے ان نشستوں میں شرکت کی۔ مسجد انتظامیہ اور امام مسجد اس کورس کے انعقاد پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس برائے خواتین:

مدرسہ خیر المنازل للبنات (بالمقابل جامع مسجد عائشہ باوانی شاہراہ فیصل بزرٹہ لائن کراچی نمبر۴) میں حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ومہتمم مدرسہ ہذا) کی زیر سرپرستی مدرسہ کی طالبات ومحلّہ کی خواتین کے لئے تین روزہ کورس کا اہتمام کیا گیا۔ ۲/مئی ۲۰۱۹ء بروز جمعرات مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ (مسؤل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر) نے ''عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کے عنوان پر صبح ۱۱ سے ۱۲ بجے تک درس دیا۔ ۴/مئی بروز ہفتہ مولانا عبدالحی مطمئن نے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام وظہور امام مہدی علیہ الرضوان'' کے موضوع پر ایک گھنٹہ سبق پڑھایا۔ ۵/مئی بروز اتوار صبح ۱۱ سے پونے ۱۲ بجے تک راقم الحروف نے ''فتنۂ قادیانیت کی تردید و تعاقب'' پر چند معروضات پیش کیں۔ اس کے متصل بعد حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ نے آخری اور خصوصی خطاب میں خواتین کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر چادر اور چاردیواری کے ماحول میں آگے بڑھنے اور حصہ لینے کی ترغیب دی۔ نیز ختم نبوت پر کتابوں اور لٹریچر کے مطالعہ کا بھی شوق دلایا اور کورسز و بیانات میں خود بھی شریک ہونے اور دوسری خواتین تک بھی بات پہنچانے کا جذبہ بیدار کیا۔ الحمدللہ! اس کورس میں خواتین کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی، جن میں لٹریچر ''عقیدۂ ختم نبوت'' بھی بڑی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔

ماہانہ تربیتی نشست:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ضلع وسطی کراچی کے حلقہ ایف بی ایریا میں جامع مسجد الاخوان (بلاک ۱۵ دستگیر سوسائٹی) میں ہر شمسی ماہ کے پہلے اتوار ختم نبوت کے عنوان پر درس ہوتا ہے۔ اس ماہ ۵/مئی کو بعد نماز عشاء حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے اس ماہانہ نشست سے خطاب کیا اور آخر میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مسجد ہذا کے امام مولانا عبدالنعیم فاروقی حال ہی میں جمعیت علماء اسلام کی مقامی یوسی کے امیر منتخب ہوئے ہیں، ان کی ذاتی توجہ اور کوشش سے ہر ماہ ختم نبوت کی یہ نشست الحمدللہ! دو سال سے مسلسل و بلاتعطل منعقد ہوتی چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید استقامت کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر خدمات کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

اظہار تعزیت

جامع مسجد فلاح (نصیر آباد بلاک ۱۴ فیڈرل بی ایریا) کی انجمن (انتظامی کمیٹی) کے جنرل سیکریٹری آصف علی میر کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد انتقال کرگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ ۲/مئی بروز جمعرات بعد نماز عصر جامع مسجد فلاح میں ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا ثناء الرحمن، سید انوار الحسن، راقم اور اہل محلّہ کی بڑی تعداد نے جنازہ میں شرکت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔ قارئین سے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

اللہ
رسول
محمد

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اِن تمام
صدقاتِ جاریہ
میں شرکت کے لیے

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔
رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340